رسالہ

فاتح الابصار

تالیف حضرت قدوۂ اولیاء کبار زبدۂ علماء اخیار سر اللہ الاکبر سیدنا و مولانا
الحافظ شاہ علی انور قلندر قدس سرہ الاطہر

معہ ترجمہ و تحشیہ

از خلف سلف الاثر جناب مولانا مولوی محمد تقی حیدر صاحب سلمہ اللہ العلی الاکرم

در مطبع سرکاری ریاست رامپور طبع شد

فہرست کتاب ہذا

بسم الله الرحمن الرحیم

سبحانک یا من هو لا تدرکه الابصار
وهو یدرک الابصار وهو اللطیف الخبیر
والصلوة علی محمد نور الانوار کاشف
الاسرار بشیر ونذیر وعلی آله واصحابه الذین
هم کالنجوم انوار سید الابرار واولیاء العظام
الاخیار رضوان الله علیهم اجمعین
اما بعد از مدتے کوکب این تمنا بر سپهر
فروزش داشت و بدر کامل این آرزو بر چارمین فلک
دل تافت که تحریرے شافی در بیان مسائل
برنگارم و ارقام تقریرے وافی در اظهار این
وشایان قلبی بکشم خصوصاً بر توجه چراغ دوستی
یاران در شبستان تعلیم نخود دیدا شده

الٰہی تو وہ ہے جسکا ادراک آنکھیں نہیں کر سکتیں اور
وہ ابصار کا ادراک کرتا ہے اور وہ لطیف خبیر ہے
اور درود و حضرت محمد صلعم پر جو نور الانوار اسرار
کے کھولنے والے اور بشارت دینے اور خوف دلانے
والے ہیں اور آپکی اولاد و اصحاب پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے انوار سے منور ہیں اور اولیا اخیار پر جو بزرگ و بہتر ہیں
اما بعد ایک مدت سے اس خواہش کا تارہ میرے
آسمان قلب پر روشن اور اس آرزو کا بدر کامل
دل کے چوتھے آسمان پر جلوہ فگن تھا کہ ایک عمدہ تحریر
چند مسائل کے بیان میں لکھوں اور ارقام تقریر ان
وشایان قلبی کر کے کھولوں خصوصاً بوجہ چراغ دوستی
یاروں کو جو شبستان تعلیم میں بالا ہیں اس سے منور

قرطاس سازم شاید که تذکرهٔ این جسمانیات رفته
رفته با حسانِ روحانی کشد و بصارتِ مرا از تنگنای
مکان بوستکدهٔ دیدارِ بے کیف و لامکان برد۔
للّٰہ الحمد والمنہ کہ بعد از سعیِ بلیغ و جہدِ وافر بخواہش
و فرمایش بعضے از احباب پریزادان تمنا را با فسونِ
قلم تسخیر کشیدم و صور ہائیکہ وحشیانہ پیرامونِ خاطر
میگردیدند بہ کلام تحریر و تصویر درآوردم فی زکلہائے
تحقیقی اند کہ در دامنِ ورق ریختہ زر یا در بوتہ کلام
و سبیکِ تفصیلی اند کہ در گلوی قلم آویختم امید کہ حسنِ قبول
بینندگان مرا بخطاب کان سعیکم مشکورا
نوازد و حق شناسیِ عزیزان نیاز مند را بنوید ھل
جزاء الاحسان الا الاحسان سرفراز سازد
مسائلیکہ بذکر آنہا پرداختہ ام و رایات بیان آن
در میدانِ اظہار افراختہ تمثیل و بیان چند مسئلہ است
و نام این رسالہ فاتح الابصار کردم امید کہ بنظر
بصیرت بخشاید و باصران را بارب البصیرت قرب
افزاید اللّٰہم نور قلبی کما جعلت اعینی مستنیرہا
بافواہ البشر علی المدعو بالانور و کبرنی کما
اکبرت ابی باسم السامی شاہ علی اکبر خلیفہ
سجادی شاہ حیدر علی قلندر و حضرت

کاغذ روشن کردون شاید کہ ان جسمانیات کا تذکرہ
مجکو احسانِ روحانی اور میری بصارت کو تنگنائے
مکان سے وسعتکدہ دیدارِ بے کیف و لامکان کی سیر
لیجاسے خدا کا شکر و احسان ہے کہ انتہائی کوشش کے
بعد بعض دوستون کی خواہش و فرمائش سے
پریزادانِ تمنا کو میں نے افسونِ قلم سے مسخر کیا اور ان
وحشی صورتون کو جو میرے دل میں پھرتی رہتی تھیں تحریر
تصویر کے کلام میں لے آیا نہیں بلکہ وہ کلہائے تحقیق
ہیں جنکو دامنِ ورق میں بکھیر کر زرِ خالص سے بھر دیا
ہیں ڈالا اور انکی تفصیلی ہیکلیں بنا کر گلوے قلم میں پہنا دیں
مجھے امید ہے کہ ناظرین کا حسنِ قبول مجکو کان سعیکم
مشکورا کے خطاب سے سرفراز اور مخلصین کی حق شناسی
نیازمند کو ھل جزاء الاحسان الا الاحسان
خوشخبری سے ممتاز کریگی جن مضامین کو بیان کرنیوالا ہوں
وہ چند مسائل ہیں اور اس رسالہ کا نام فاتح الابصار
ہے تاکہ اس سے نابیناؤں کو بصیرت نصیب اور بینائی والوں
رب البصیرت سے قرب حاصل ہو۔ خداوندا میرے قلب کو منور کر
جسطرح میرا نام تو نے لوگونکی زبانی انور مشہور کیا اور مجکو
بزرگ کر جسطرح میرے والد کو بنام نامی (حضرت
شاہ علی اکبر خلیفہ جانشین حضرت) شاہ حیدر علی قلندر حضرت

لہ احسان بجا آوری عبودیت با مشاہدہ ربوبیت ۱۲ لہ تمہاری کوشش مشکور ہوئی ۱۲ لہ احسان کا بدلہ بجز احسان کے کیا ہے ۱۲

اوستاذی و مولائی شاہ تقی علی الکاظمی

روح اللہ روحہما و اوصل الینا فتوحہما۔

مسئلہ اوّل رویتِ باری و لقائے او در قیامت
چگونہ خواہد شد جواب اینجا سہ فصل اند

فصل اوّل این مسئلہ در رسالہ در مصنفۂ حضرت
سرمایۂ علم و ہنر مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلوی
بتفصیل مستوفی مرقوم است بعجالۃ الوقت آنست کہ متفق
علیہ اہل سنت و جماعت است کثّرہم اللہ جماعتہم
کہ دیدار الٰہی در جنت بے جہت خواہد شد یعنی بغیر لون
و شکل و بعد و جہت تصویر این کلام محققان اہل کشف
عقلی بچند وجہ بیان کردہ اند چنانچہ خود حضرت شاہ صاحب
در جواب سائلی تحریر فرمودہ اند کہ حکیم ابونصر فارابی در
کتاب فصوص خود میگوید کہ انکشاف شیٔ گاہے بوجہ
جزئی شخصی میباشد و گاہے بوجہ کلیہ کہ عنوان یک شخص
یا اشخاص کثیرہ شود اول را رویت و ثانی را معرفت
و ثالث را علم گویند حاصل در وقت تعلقِ بدن از
حق جل شانہ قسم ثانی است و بعد خلع بدن این معرفت
ترقی نمودہ بدرجۂ اول رسد این را تعبیر برویت نمودہ
میشود و این کلام نقل مضمون است نہ ترجمہ عبارت
و از کلام حضرت مجدد چنان مستفاد میشود کہ لذتیکہ
مبصر و باصر را در وقت معاینہ حاصل میشود

اُستادی و مولائی شاہ تقی علی قلندر کاظمی قدس
سرہما بزرگ کیا۔

پہلا مسئلہ قیامت مین خدا کا دیدار اور ملاقات
کیونکر ہوگی۔ جواب اس مین تین فصلین ہین

پہلی فصل یہ مسئلہ رسالہ در مصنفہ سرمایۂ علم
و ہنر حضرت مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلوی
مین پوری تفصیل سے مرقوم ہے مختصراً یہ ہے کہ اہل سنت
و الجماعت کا اسپر اتفاق ہے کہ دیدار حضرت حق
جنت مین بے جہت ہوگا یعنی بلا رنگ و شکل و بُعد و
جہت محققین اہل کشف نے یہ مسئلہ کئی طرح سے
بیان کیا ہے چنانچہ خود حضرت شاہ صاحب نے
ایک سائل کے جواب مین تحریر فرمایا ہے کہ حکیم ابو نصر
فارابی اپنی کتاب فصوص مین لکھتے ہین کہ شی کا
انکشاف کبھی بدرجہ جزئی شخصی ہوتا ہے اور کبھی بوجوہ
کلیہ کہ جو (وجوہ کلیہ) ایک یا زیادہ اشخاص کا عنوان ہون
اول کو رویت دوسری کو معرفت تیسری کو علم کہتے ہین
تعلق بدن کے وقت جو (انکشاف حق جلشانہ کا) حاصل
ہوتا ہے وہ قسمِ ثانی ہے اور بعد خلعِ بدن یہ معرفت
ترقی کرکے اول درجہ پر پہنچتی ہے جسکو رویت سے تعبیر کرتے ہین
یہ کلام مضمون کی نقل ہے نہ ترجمہ عبارت اور حضرت مجدد کے کلام سے ایسا
پایا جاتا ہے کہ وہ لذت جو دیکھنے والے اور نظر کو معاینہ کے وقت حاصل ہوتی ہے

بقدرت الٰہی به نسبت آن ذاتِ مقدس حقیقی
لذتی در بصر و مبصر پیدا خواهد شد و این را تعبیر
برویت تعبیر توان کرد که عبارت دیگر تعبیر از
سفید انکشافِ تام خود هست و بعضی دیگر گفته‌اند
که رویت در رائی متحقق میشود که حصول ظل مرئی
جلیدیه و از آنجا بمجمع النور و از آنجا بحس مشترک
و از آنجا بنفس ناطقه صورت خیالیه و وهمیه و عقلیه
تجرید میکند و در همین رشته نزول میکند که علم عقلی
بواسطه وهم و خیال بحس مشترک نزول میکند و
حالتِ ابصار حاصل میگردد اما چونکه با جلیدیه
نزول نیست ابصار حقیقی نتوان گفت و آنجا
که نفوس مقدسه و مطهره گشته کمال انتها
بخدا سبب پیدا میکنند اشعه نورانی آن ذات
مقدسه بقوت عقلیه و وهمیه پرتو می‌افکند و از آنجا
بر خیال و حس مشترک نزول میکند و بسبب شروع
فیض الٰہی و قوت مدرکه انسانی و رفع موانع نوم
و تعطیل حواس در مجمع النور و جلیدیه نیز پرتوش
خواهد کرد و همچنانکه خیالات در دنیا جهت
و مکان نیست این معاینه حقیقت نیز بی جهت و مکان

قدرت الٰہی سے اُس ذاتِ مقدسہ کو متعلق رویت الٰہی
ایک لذت بصر اور مبصر میں پیدا ہوگی اور اسکو تعبیر
ابصار و رویت سے تعبیر نہیں کرسکتے کیونکہ کوئی اور عبارت
بجز اس تعبیر کے انکشاف تام کا فائدہ نہیں دیتی اور بعض لوگ
کہتے ہیں کہ رویت دیکھنے والے میں اُسوقت ثابت ہوتی ہے جب کہ
دیکھی ہوئی چیز کا عکس پردہ جلیدیہ میں حاصل ہو اور وہاں سے
مجمع النور پھر حس مشترک میں اور وہاں سے نفس ناطقہ صورت
خیالیہ وہمیہ و عقلیہ کی تجرید کرتا ہے اور اس راہ سے انکشاف بھی کرتا ہے
اور [illegible] نزول کرتا ہے کیونکہ علم عقلی بواسطہ وہم و خیال
حس مشترک میں نازل ہوتا ہے اور ابصار کو مشابہ حالت حاصل ہوتی ہے
لیکن چونکہ جلیدیہ کے ساتھ نزول نہیں ہے اسلیے ابصار حقیقی نہیں
[illegible] عالم میں چونکہ نفوس مقدسہ و مطہرہ کمال انتہا کو پہنچے
[illegible] پیدا کرتے ہیں لہذا اُس ذات مقدس کے نور کی
[illegible] ہوتی ہیں اور وہاں سے خیال و حس مشترک
میں نازل ہوتی ہیں [illegible] بسبب شروع فیض الٰہی و قوت مدرکہ
انسانی و رفع موانع خواب و تعطیل حواس مجمع النور و جلیدیہ
[illegible] جسطرح اس عالم میں خیالات بھی جہت
و مکان [illegible] معاینہ حقیقت بھی بے جہت و
مکان ہے

[illegible] پردہ جلیدیہ [illegible] تمام صور محسوسات [illegible]
میں منقوش [illegible] حس مشترک [illegible]
[illegible] قوت مدرکہ انسان میں ایک قوت [illegible]
جو حقائق [illegible]

نخواهد بود و بعضے گویند که در حدیث آنچه در باب رویت وارد شده بر نفی جهت و سلب لوازم جسمیت ایمائی نمیدهد اینقدر هست که آن تجلی عیانی صوری از سائر مظاهر بدو وجه امتیاز میدارد و اما از سائر مخلوقات که نیز مظاهر صفات آنجناب اند پس بانیکه ظهور ذات دران مقام بعنوان الوهیت است و در سائر مظاهر بعنوان خلقیت و انواع کائنات چنانچه از نار حضرت کلیم را ندائے انا الله لا اله الا انا سر بر میزد و اما از سائر تجلیات صوری و خیالی و حسی آنجهانی پس بدینوجه است که ظهور ذات مقدسه دران مقام بصورتے مباین صور کائنات معلوم و مقرون بتجدی از عظمت و کبریا و نور و بها و جمال و صفا و شمول کمالات ذاتی و صفاتی و اسمائی خواهد بود که حوصله ناظر اکمل و اشرف را در وهم و عقل خود گنجایش ندارد و بر اکثر ازان در تصور آوردن نمیتوانند و آنچه اهل سنت نوشته اند که رویت آنجهانی بے کیف است برائے دفع اشکالات معتزله از ثبوت لوازم جسمیه گفته اند چون حقیقت تجلی دریافته شود جمله اشکالات آنهم رفع میباشند و معهذا بعضے اکابر میفرمایند که نفس را بسبب استغراق در شهود حق

نہو گا بعضے کہتے ہیں کہ حدیث میں متعلق رویت جو کچھ آیا ہے اُس سے نفی جہت و سلب لوازم جسمیت کی طرف کوئی اشارہ نہیں ہوتا البتہ ہے کہ وہ تجلی عیانی صوری تمام مظاہر سے بدو وجہ ممتاز ہے ان تمام مخلوقات سے (جو اُسکے مظاہر صفات ہیں) تو اس حیثیت سے ممتاز ہے کہ یہاں ظہور ذات بعنوان الوہیت[1] ہے اور تمام مظاہر میں بعنوان خلقیت و انواع کائنات جیسے آگ سے حضرت کلیم اللہ کو آواز انا اللہ لا الہ الا انا[2] سنائی دیتی تھی اور اُس عالم کے تجلیات صوری و خیالی و حسی سے اس طور پر ممتاز ہے کہ یہاں ذات مقدس کا ظہور ایسی صورتوں میں ہوگا جو صور کائنات سے علیحدہ اور عظمت و کبریا و نور و بہا و جمال و صفا و کمالات ذاتی و صفاتی و اسمائی کے ساتھ ناظر کامل کے حوصلہ عقل و وہم سے باہر ہوگا۔ اہل سنت نے جو یہ لکھا ہے کہ اُس عالم کی رویت بے کیف ہے تو یہ محض معتزلہ کے دفع اعتراضات کے لئے کیونکہ انھون نے لوازم جسمیت کو ثابت کیا ہے جب حقیقت تجلی معلوم ہوجائیگی تو انکے اعتراضات سب رفع ہوجائینگے اور باوجود اسکے بعضے اکابر فرماتے ہیں کہ نفس شہود[3] حق میں استغراق کیوجہ سے

[1] الوہیت کے معنی خدائی اور خداوندی کے ہیں اور یہ لفظ مقام تفصیل صفات میں جو اجمال کا بھی جامع ہو بولا جاتا ہے یعنی جس مقام میں رب و مربوب کو اعتبار کرتے ہیں ۱۲ مترجم [2] میں اللہ ہوں بجز میرے کوئی معبود نہیں ۱۲ [3] شہود حق رویت الٰہی یعنی مراتب کثرات و موہومات صوری سے عبور کر کے اور توحید عیانی کے مقام پر پہنچکر کل موجودات کی صورتوں میں حق کا مشاہدہ کرے غیریت بالکل دور ہو جائے جو کچھ دیکھے حق دیکھے ۱۲ مترجم

احساس هیچ غیر از زمان و مکان و جهت و وجود
خود و غیر خود نخواهد بود همین را معاینه بی جهت و شکل
و لوازم جسمیه میتوان گفت بالجمله همچنانکه گفته میشود
که زید و عمر را صریحاً دیدم و حالانکه سوای بعضی اعراض
ایشان ندیده‌ام هرگاه این مسامحه بغیر در شاید که موضوع
لغوی لفظ رویت است جاری باشد در غایت ترفع
آن چرا باید کوشید و چرا التزام باید کرد که کنه ذات
صرف که از تعلق ادراک و فهم معرا است بر آن احساس
و ابصار اقتداری نه دارند و این رویت در حق خواص
عوام به سه وجه مختلف میشود یکی بحسب قرب و بعد
دیگری بحسب قلت و کثرت حجب و دیگر زیادتی معرفت
صفات و کمی آن که در دار تکسب شده و تائید این
که شبه نیست که بدن ارضی را به نسبت روح حیوانی
در وجدان بدل ذات مقدسه حجاب زیاده تر است
و روح حیوانی همچنین به نسبت عالم مثال متوسط
که عالم عامه ملائکه است و عالم مثال متوسط به نسبت
عالم مثال علوی که مقام ملائکه مقربین است چون
بعالم مثال ترقی نماید صورت همان عالم اکتساب
کند و بدن او حکم ارواح علویه پیدا کند آنچه در ینجا
غیب است آنجا شهادت باشد و اشرقت الارض[1]

کسی غیر کا احساس مثل زمان و مکان و جہت اور اپنے
یا وجود غیر کے نہو گا اسکو معاینہ بے جہت و شکل و لوازم
جسمیت کہنا چاہیے جیسے کہا جاتا ہے کہ زید و عمر کو ہمنے
صریحا دیکھا حالانکہ بجز انکے بعض اعراض کے اور کچھ
نہیں دیکھا جبکہ یہ مسامحہ بغیر شایستہ ہیں جو موضوع لہ
لغوی لفظ رویت ہے جاری ہوگا تو اسکے ذات بے
ترفع میں کیوں کوشش یا التزام کرنا چاہیے کہ کنہ ذات
صرف جو تعلق ادراک و فہم سے معرا ہے احساس و ابصار کو
اسپر کوئی قدرت نہیں رکھتی اور یہ رویت خاص
عام کے حق میں تین وجہوں سے مختلف ہوتی ہے ایک
بحسب قرب و بعد دوسری بحسب کثرت و قلت حجابات
تیسری کمی و زیادتی معرفت صفات جو اسنے دنیا میں
حاصل کی اور تائید یہ ہے کہ بلا شبہ جسم ارضی کو نسبت روح
حیوانی ذات مقدسہ کو قلب میں پانیکو زیادہ حجاب ہیں
اسیطرح روح حیوانی کو نسبت عالم مثال متوسط جو عام
ملائکہ کا عالم ہے اور عالم مثال متوسط کو بہ نسبت عالم
مثال علوی جو ملائکہ مقربین کا مقام ہے جب انسان
عالم مثال کیطرف ترقی کرتا ہے تو اسی عالم کی صورت
حاصل کرتا ہے اور اسکا جسم ارواح علویہ کے حکم میں ہو جاتا ہے
یہاں جو کچھ غیب ہے وہاں شہادت ہے و اشرقت الارض

[1] اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے چمک اٹھی ۱۲

بنمود دیده او حقایق اعمال و هیاکل ملائک
و احوال جنت و نار بمعاینه شود چنانچه امام غزالی در
مشکوة الانوار بتصریح بیان کرده اند بالجمله اعظم
تجلیات الهی که کارخانهٔ تدبیر و فیضان قضا و قدر
و نزول شرائع بر انبیا و صدور امر و نهی ملائکه از آنجاست
بحسب مراتب اتصال النفس آشکار گردد و جوارح بدن
بتبعیت و قوای روح مطیع آن واردات گردد پس یقین است
که حالت معاینهٔ بصری حاصل شود انتهی
فقیر میگوید که تمثیل رویت واضح تر اینکه چون در شب چاردهم
بشب تابی بنشینیم و آن مهتاب سراپای ما را بگیرد
میتوانیم گفت که سراپای ما را مهتاب عارض است
و ما او را می بینیم همچنین دیدار رب آنجا خواهد بود که
او تعالی در ما نور خود را ظهور خواهد داد و علم غیریت
ما را نیز بجا قایم خواهد داشت تا بدانیم که نوری خارج از
ما در ما است و ما خارج از و و با همه بنظر حقیقت ما
داخل او هیم و او داخل ما و آنجا اگر کیف و جهت
و حیثیت در نظر شود واسطه [illegible] است نه از
ذات او چنانکه در مرتبه [illegible] پاک بود الکنون هم پاک
و ملوث نشود [illegible] ملوث نمیتواند گردانید
چنانکه در تابش آفتاب در آبگینه های مختلف الالوان
در تافته [illegible] صاف ظاهر میشود و انکار این انکار

بنمود دیدہا و حقایق اعمال و ہیاکل ملائکہ و احوال
جنت و دوزخ کا معاینہ ہوتا ہی جسکو امام غزالی نے
مشکوۃ الانوار مین تصریح سے بیان کیا ہی بالجملہ عظیم
تجلیاتِ الٰہی کہ جہانسے کارخانہ تدبیر و فیضانِ قضا و قدر
اور انبیا پر نزولِ شرائع اور ملائکہ پر صدور امر و نہی ہی
موافق مراتب اتصال النفس ظاہر ہونگی اور جوارح
بدن اُسکے تابع اور قوای روح اُن واردات کو مرکب
ہو جائینگے لہذا یقین ہی کہ (رویت قیامت مین) حالت معاینہ
بصری حاصل ہوگی انتہی میرے نزدیک رویت کی تمثیل نہایت
صاف یہ ہی کہ جب چودھوین رات کی چاندنی مین
ہم بیٹھیں اور ہمیں سرتاپا غرق ہو جائین تو کہہ سکتے ہین
کہ ہمارے سراپا چاندنی عارض ہی اور ہم اُسکو دیکھتے ہین
اِسیطرح دیدارِ حق وہان ہوگا کہ حق ہم مین اپنا نور ظاہر
کریگا اور ہمارا علم غیریت بھی قایم رکھیگا تا کہ ہمکو یہ معلوم ہو
کہ ایک نور ہمسے خارج ہم مین ہی اور ہم اُس سے خارج ہین
اور پھر بھی حقیقتاً ہم اُس مین اور وہ ہم مین داخل ہی وہان
اگر کیف و جہت و حیثیت کا شہود پیش نظر ہوگا وہ سب ہمارے سبب سے
ہوگا نہ اُس کے جسطرح وہ اپنے مرتبہ مین سب سے پاک تھا
اب بھی پاک ہی ہرگز یہ تلوث اسکو ملوث نہین کرسکتا
جیسے تابشِ آفتاب مختلف رنگ کے شیشون مین صاف
ظاہر ہوتی ہے اور اُس کا انکار بدیہی چیز کا

بدیہی جلی است واللہ اعلم وعلمہ احکم

فصل دوم باید دانست کہ انچہ در بعضی کتب مذکور شدہ کہ ملائکہ را دیدار نباشد الا جبرئیل را آنہم بتمام عمرش یکبار بیش نبود وجن را نیز دیدار نبود شیخ جلال الدین سیوطی در رسالۂ خود تحقیق کردہ است کہ این سخن صحیح نیست زیرا کہ شیخ ابو الحسن اشعری کہ امام ورئیس اہل سنت و جماعت است در کتاب خود تصریح کردہ است کہ ملائکہ را در بہشت دیدار بود و امام بیہقی نیز بدان تخصیص کردہ احادیث نقل نمودہ است و بعضی از ائمہ متاخرین نیز ذکر کردہ اند واما جن اگر منع کند جائے آن دارد چہ امام ابو حنیفہ و جماعتے از ائمہ بر آنند کہ ایشان را ثواب نبود و در بہشت نہ در آیند غایت کار و نہایت جزای ایشان آن بود کہ از آتش دوزخ نجات یابند و باوجود آن فضل خدا واسع است تواند کہ در وقتی از اوقات بایں نعمت نیز فائز گرداند اگرچہ ہر روز و ہر جمعہ نبود چنانکہ آدمیان را باشد و در حق زنان نیز اختلاف کردہ اند حق آنست کہ ایشان را گاہ گاہی مثل ایام عید در دنیا کہ ایام بار عام و تجلی تمام باشد دیدار ہست چنانکہ خواص مومنان را صبح وشام وعموم ایشان را در روزہائے جمعہ چنانچہ احادیث در بیہقی درود یافتہ اند دارقطنی از انس رض روایت میکند

یراہ المومنون ربہم فاخذ منہم عہدا من نظر

انکار ہے واللہ اعلم وعلمہ احکم

دوسری فصل جاننا چاہیے یہ جو بعض کتابوں میں مذکور ہے کہ ملائکہ میں بجز حضرت جبرئیل علیہ السلام کے اور کسیکو دیدار نہیں ہوگا اور انکو بھی اپنی عمر میں صرف ایکبار اور جنات کو بھی دیدار نہوگا تو شیخ جلال الدین سیوطی نے اپنے رسائل میں اسکی تحقیق کی ہے کہ یہ قول صحیح نہیں اسلیے کہ شیخ ابو الحسن امام اہل سنت والجماعت نے اپنی کتاب میں تصریح کی ہے کہ ملائکہ کو بہشت میں دیدار ہوگا امام بیہقی نے بھی اسکی تائید میں حدیثیں نقل کی ہیں اور بعض ائمہ متاخرین نے بھی ذکر کیا ہے لیکن اگر جنات کی نسبت کہا جائے تو بجا ہے کیونکہ حضرت امام ابو حنیفہ اور بہت سے ائمہ اسکے قائل ہیں کہ جنات کیلئے ثواب نہیں اور نہ وہ بہشت میں جائینگے انجام انتہا جزا یہ ہوگی کہ وہ دوزخ سے نجات پائیں ہاں خدا کی رحمت وسیع ہے چاہے کبھی انکو اس نعمت سے بھی سرفراز کرے اگرچہ روزانہ وہر جمعہ کو آدمیوں کی طرح نصیب نہ ہو عورتوں کے بارہ میں بھی لوگوں نے اختلاف کیا ہے حق یہ ہے کہ انکو کبھی کبھی بطور روز عید دیدار ہوگا نہ ہمیشہ جیسا کہ عام مومنین کو جمعہ کے روز اور خاص کو صبح وشام چنانچہ اس بارہ میں حدیثیں پائی جاتی ہیں دارقطنی حضرت انس رض سے راوی ہیں کہ مومنین

اپنے پروردگار کو دیکھا پس آپنے اس امر کا عہد لیا

الیه فی کل جمعة وتراه المومنات یوم
الفطر ویوم النحر گفتم من وتوفیق از خداست
نسا در عموم مومنین داخل اند چنانکه ملائکه و جن پس همه
داخل این بشارت باشند غایتش آنکه تواند که این کرامت
مخصوص آدمیان باشد و جن و ملائکه را نبود و اگر دلیلی
برین بگذرد فلا بعد ودفیه ولیکن اخراج نسا
جایز نباشد چگونه تجویز توان کرد که فاطمه زهرا و خدیجه کبری
و عائشه صدیقه و دیگر نساء اهل بیت رسول الله صلعم
و مریم و آسیه که سیدات نساء عالم اند و کامل تر و با رفعت
از بسیار مردمان از دیدار حق تعالی ممنوع و محجوب باشند
از عوام مردمان درین نعمت و کرامت کمتر باشند بلکه
نشاید از عموم مومنات که در احادیث توقیت ایشان
عیاد واقع شده است مخصوص و مستثنی دارند و صلوت
اند چنانچه سیوطی خود نیز بدان اشارت کرده است و وجه انکه
بینند نسا مقصورات در خیام باشند سخن ضعیف است
در آنجا خیام حجاب نبود چنانکه بیوت دنیا و در دو صحیفه
ع مذکور در بیراه المومنین وانکم سترون
بکم بطریق تغلیب شائع است والله اعلم ونیز سیوطی
فته که این تخصیصات و تفصیل در رویت بعد از دخول
بهشت است الا در موقف مخصوص بکسی نبود بلکه کافران
منافقان را نیز بود ولیکن بصفت قهر و جلال و کفا

کہ وہ اسکو ہر جمعہ کے دن اور مومنات اسکو ایام
عید مین دیکھین گے۔ بتوفیق خدا میرا یہ قول ہے کہ ملائکہ
اور جن کی طرح عورتین بھی عوام مومنین مین داخل ہین
تو سب اس بشارت مین داخل ہین انتہا یہ ہو سکتی ہے
کہ یہ کرامت آدمیون کیساتھ خاص ہو جن و ملائکہ کے
لئے نہو اگر کوئی دلیل اس پر گذرے تو کچھ دشوار نہین لیکن
عورتونکو اس کرامت سے خارج کر دینا جائز نہین کیسے
ہو سکتا ہے کہ حضرت خدیجہ کبرے و حضرت عائشہ
و حضرت فاطمہ زہرا اور باقی آنحضرت صلعم کی بیبیان
اور حضرت مریم و آسیہ جو تمام عالم کی عورتون سے افضل
اور بہت آدمیون سے کامل ہین خدا کے دیدار سے محروم
و محجوب ہین اور اس نعمت و کرامت مین عام آدمیون سے بھی گھٹ
جائین بلکہ یہ عام مومنات سے مخصوص و مستثنیٰ [illegible]
سیوطی نے خود بھی اسکی طرف اشارہ کیا ہے اور یہ جو
کہتے ہین کہ عورتین خیمون مین مستور ہونگی یہ قول ضعیف ہے
اسلئے کہ وہان کے خیمے دنیا کے گھرونکی طرح حجاب نہ ہونگے
اور دونون صحیفون [illegible]
انکم سترون ربکم بطریق تغلیب [illegible] ہے والله اعلم اور
سیوطی نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ تخصیصات و تفصیل رویت مین
بعد از دخول بہشت ہین ورنہ موقف مین رویت کسی کی مخصوص
نہوگی بلکہ کفار و منافقین کو بھی ہوگی لیکن انکو بصفت قہر و جلال

بعد ازان محجوب شوند تا حسرت و عذاب زیاده شود واللّٰه
اعلم و در رویت حق سبحانه در منام نیز خلاف است و
صحیح جواز اوست و از سلف نقل آن بسیار آمده از امام
احمد منقول است که گفت رب العزت را در خواب دیدم
پرسیدم که یارب افضل عبادت و اقرب طرق بجناب تو
چیست فرمود تلاوت قرآن مجید و از امام اعظم نقل
است که صد بار رب العزت را بخواب دیده ابن سیرین
که از اکابر تابعین و قدوهٔ علما تعبیر خواب است میگوید
که هر که پروردگار تعالی را در خواب دید در بهشت در آید
و از هم و اندوه نجات یابد و این حقیقت مشاهدهٔ قلبی است
نه رویت بصری و اگر به بصر ببیند مثالے از وی دیده باشد
و حق تعالی را مثل نیست و لیکن مثال هست مثل دیگر است
و مثال دیگر مثل مساوی در جمیع صفات را گویند و
مثال مساوات در جمیع صفات شرط نیست مثلاً عقل را
با آفتاب در جمیع صفات مثل نیست و باوجود آن آفتاب را
مثال عقل می آرند بمناسبت آنکه چنانکه محسوسات منکشف
بنور آفتاب اند انکشاف معقولات به عقل بود این مقدار
مناسبت در مثال بودن کفایت کند چنانکه پادشاه را
تمثیل با آفتاب کنند و وزیر را بماه کنند اگر کسے آفتاب را
بخواب ببیند تعبیرش آن بود که بادشاه را دریابد و اگر
ماه را ببیند تعبیرش دریافت وزیر باشد حق سبحانه

اور وہ پھر محجوب ہو جاینگے تاکہ حسرت و عذاب زیادہ ہو جاے
واللہ اعلم اور خواب میں حق سبحانہ کی رویت کی نسبت
بھی اختلاف ہے لیکن اسکا جواز صحیح ہے بزرگان سلف سے
یہ بات بہت منقول ہے امام احمد سے نقل ہے انہوں نے
فرمایا کہ مینے حضرت رب العزت کو خواب میں دیکھا تو پوچھا
کہ تیرے نزدیک افضل عبادت اور نہایت قریب
راستہ کیا ہے ارشاد ہوا کہ تلاوت قرآن مجید حضرت امام
اعظم سے منقول ہے کہ انہوں نے سو بار حضرت حق عز اسمہ کو
خواب میں دیکھا ابن سیرین مشہور تعبیر گو تابعی کہتے ہیں
کہ جسنے پروردگار کو خواب میں دیکھا وہ بہشت میں جاویگا اور غم
سے نجات پاویگا اور یہ حقیقت مشاہدہ قلبی ہے نہ رویت بصری
اور اگر بصر سے دیکھیں تو اسکی مثال دیکھینگے حق تعالی کی مثل
نہیں ہے لیکن مثال ہے مثال اور چیز ہے اور مثال اور چیز مثل
کل صفات میں مساوی ہونیکو کہتے ہیں اور مثال میں کل
صفات میں مساوات ہونا شرط نہیں مثلاً عقل کل صفات میں
آفتاب کی مثل نہیں ہے پھر بھی عقل کی مثال آفتاب سے دیتے
دیتے ہیں کہ جسطرح محسوسات کا انکشاف نور آفتاب سے ہوتا ہے
اسیطرح معقولات کا انکشاف عقل سے ہوتا ہے یہ مقدار مناسبت
مثال کیلئے کافی ہے جیسے بادشاہ کی تمثیل آفتاب اور وزیر کی ماہتاب سے
اگر کوئی شخص آفتاب خواب میں دیکھے تو اسکی تعبیر یہ ہوگی کہ بادشاہ کو
پاویگا اور اگر ماہتاب دیکھے تو اسکی تعبیر وزیر کو پانا ہے حق سبحانہ

تعالیٰ فرمودہ و مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح
المصباح فی زجاجۃ و وی تعالیٰ منزہ است کہ
مصباح و زجاجہ و مشکوٰۃ و شجرہ و زیت مثل وی بود
و قرآن را بحبل تمثیل کردہ شک نیست کہ حبل مثل قرآن
نیست بلکہ مثالیست از وی و عالم منام عالم مثال
است و کیفیت دیدار وی پیغمبر برین طریق بود و تمام
تحقیق این کلام از بعضی رسائل امام حجۃ الاسلام باید طلبید
والیہ الموفق و در جواز رویت حق سبحانہ تعالیٰ در دنیا بہ بصر
سر وی دو قول اند و استاد ابوالقاسم قشیری صاحب
رسالہ فرمودہ است کہ قول صحیح عدم جواز است این
سخن در جواز امکان اوست و لیکن عدم وقوع و تحقیق
آن مر غیر آنحضرت را در شب معراج متفق علیہ است و
اجماع محدثین و فقہا و متکلمین و مشایخ طریقت است کہ
اولیا را حاصل نیست و در تعرف میگوید کہ ہیچ یکے از مشایخ
ندانم کہ او دعوے آن کردہ باشد و این ہیچ یکے حکایت آن
بصحت نرسیدہ مگر طائفہ جاہل کہ ایشان از کسے نشناسد
و مشایخ اتفاق دارند بر تضلیل مدعی و تکذیب او
و گفتہ کہ او دعوے آن علامت عدم معرفت
حق است و ہر کہ این دعوے کند بہ حقیقت خدا
را نشناختہ باشد و شیخ علاء الدین قونوی در شرح
تعرف میگوید کہ اگر از کسے معتبر نقل آن بصحت رسیدہ

فرمایا کہ اسکے نور کی مثال مثل طاق کے ہے کہ اسمین
چراغ ہو اور چراغ شیشہ مین حالانکہ وہ اس سے منزہ ہے
کہ مصباح و زجاجہ و مشکوٰۃ و شجرہ و زیت اسکی مثل ہو
اسیطرح قرآن شریف کی تمثیل حبل یعنی رسی سے دی
حالانکہ رسی مثل قرآن نہین بلکہ اسکی ایک مثال ہے اور عالم
خواب عالم مثال ہے اور رویت پیغمبر صلعم کی کیفیت بھی
اسیطرح ہوگی اس کلام کی پوری تحقیق بعض رسائل امام
حجۃ الاسلام مین دیکھنا چاہیے۔ یہ امر کہ حق سبحانہ کا دیدار
انہین آنکھون سے دنیا مین ہوسکتا ہے یا نہین اسمین دو
قول ہین استاد ابوالقاسم قشیری صاحب رسالہ قشیریہ
کے نزدیک قول صحیح عدم جواز ہے اور یہ بات اسکی جواز
امکان مین ہے لیکن اسکا عدم وقوع کسی کے لیے سوائے
آنحضرت صلعم کے شب معراج مین متفق علیہ ہے اور متکلمین
و محدثین و فقہا و مشائخ طریقت کا اسپر اتفاق ہے کہ
اولیاء اللہ کو یہ بات حاصل نہین تعرف مین ہے کہ مینے
مشائخ سے کسیکو اس بات کا دعوی کرتے نہین سنا اور نہ انکی
ایسی کوئی حکایت حد صحت کو پہنچی مگر جاہل گروہ جنکو کوئی نہین
جانتا اور مشائخ ایسے مدعی کی تضلیل و تکذیب پر متفق ہین
اور کہتے ہین کہ ایسا دعوی دلیل عدم معرفت حق ہے جو یہ دعوا
کرے وہ حقیقتاً خدا شناس نہین شیخ علاء الدین قونیوی
شرح تعرف مین لکھتے ہین کہ اگر کسی معتبر بزرگ سے اسکی حکایت با صحت
ثبوت کو پہنچے۔

تاویلش باید کرد واللہ اعلم و علمہ احکم۔

فصل سوم

بالجملہ رویت عنایتِ الٰہی است و در وے واجب نیست اجتماع شرائط و عنایتِ الٰہی خروج این را از تحتِ قدرت بوجود شرائط موقوف نداشتہ لہذا چیزے از شرائط واجب نیست چنانچہ در امور روزانہ ہمچنین دیدہ میشود کہ گاہے عطا بے حیثیت و خدمت میشود پس دفع گردید اعتراض معتزلہ از عقلیات و اما آنچہ کہ در قرآن مجید وارد شدہ کہ لا تدرکہ الابصار مراد از ابصار ابصار کفار اند و قطع نظر ازین میتواند بود

تو اسکی تاویل کرنا چاہئے[له]۔ واللہ اعلم و علمہ احکم۔

تیسری فصل

بالجملہ رویت ایک عنایتِ الٰہی ہے جسمین اجتماعِ شرائط واجب نہین ورنہ عنایتِ الٰہی شرط کے وجود پہ موقوف ہی لہذا اسکے لئے کوئی شرط واجب نہین جیسا کہ روزانہ کے امور مین دیکھا جاتا ہے کہ کبھی عطا بلا حیثیت و خدمت بھی ہوتی ہے پس اعتراضِ معتزلہ جو عقلی ہے دفع ہوگیا۔ اب یہ جو قرآن شریف مین ہی کہ اسکا ادراک بصارتین نہین کرسکتین ان ابصار سے ابصار کفار مراد ہین علاوہ اسکے یہ بھی ہو سکتا ہے

له جاننا چاہئے کہ یہ کل بحث مشاہدۂ ذات بلا حجاب کے بارہ مین ہے ورنہ تجلیِ حق مظاہر مین آیات و احادیث قطعی سے ثابت ہی اور انبیا علیہم السلام و اولیاء کرام کو برابر اس سے حصہ حاصل ہوا اور ہوتا رہتا ہی جیسا کہ کلام مجید مین ہی کہ بیچ درخت سے موسے کو آواز دی کہ انی انا اللہ لا الٰہ الا انا اور یہی تجلی مظاہر مین حضرات صوفیہ کے مشہور مسئلۂ توحید وجودی کی روح ہی کیونکہ موجودیت اشیاء عالم کی حقیقتاً بغیر اسکے کچھ نہین کہ حضرتِ حق نے مطابق استعداد و اعیانِ ثابتہ فی العلم کے تجلیِ اظہاری فی الخارج فرمائی ہے اور اس تجلی ذاتی سے ہر ذرہ اپنے شاکلہ مین انا و لا ظہور کا دم مار رہا ہے پس کوئی شخص کسی چیز کو عالم مین نہین دیکھتا ہے مگر یہ کہ ذات حق بقدر استعداد اُس شاکلہ کے مشاہدہ مین آتی ہے اور یہ منافی آیۂ کریمہ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار کے نہین کیونکہ مسئلۂ وحدت الوجود کی رو سے رائی اور مرئی و رویت یہ تینون چیزین ایک ہین اور یہی فردیت حضرتِ وجود کی ہے پس دیکھنے والی بحیثیت رائی ہونے کے شئے مرئی سے مافوق ہو جاتا ہے۔ لہذا ذات باوجود تجلی فی العالم کے من حیث الذات رویت سے ماورا ہے کیونکہ رویت ایک صفت ہے نہ کہ ذات لیکن ذات کو صفت کے ساتھ ایک ایسی نسبت ذاتی ہے کہ کسی صفت کا وجود و ظہور بلا ذات کے ممکن نہین اور وجود من حیث الوجود ذات کا وجود ہے پس یہ کہنا کہ ذات دیکھی نہین جا سکتی اور یہ کہنا کہ بجز ذات کے کوئی شئے مشاہدہ مین نہین آتی ان دونون کے ایک معنی ہین کیونکہ مدرک باوجود اپنے ادراک اور شئے مدرکہ دونون کے عین ہونے کے نفس ذات مین دونون سے ماورا رہتا ہے خصوصاً جبکہ اپنا ادراک آپ کرے پس یہ کل بیانات مندرجہ کتاب حضراتِ محدثین وغیرہم کے رویتِ ذات من حیث الذات سے متعلق ہین نہ رویت ذات فی الصفات و فی التجلیات سے اور یہی معنی ذات مین تجلی ممنوع ہونے کے ہین کہ مشہد العین سے فی العین بین وجہ عینیت کی رویت کی گنجائش نہین۔ وھذا لا یخفی علی من له قلب سلیم ۱۲ مترجم

که معنی آیة چنین بود که لا تدرکه الابصار علی

وجه الاحاطة بجوانب المرئی فی عموم

الاحوال والاوقات پس این آیت مفید عموم

نفی است نه نفی عام وادراک مطلق و یاد دارم که

حضرت استادی هنگام قرأت شرح عقاید در

اثنای این بیان ارشاد فرموده بودند که در آیه کریمه

معنی اول بنظر تحقیق تحقیقی و غیر تاویلی اند پس دفع گردید

اعتراض معتزله از نقلیات نیز واما آنچه که قوم موسی

بسوال رویت پیش آمدن آن بوجه عناد و تعنت قوم

بود و طلب شان نه آنکه رویت فی ذاتها ممتنع بود

ورنه موسی ضرور منع میفرمود خود چرا طالب ممتنع

میشد و عدم منع موسی مشعر است بآنکه رویت

بحید ممکن است وازینجاست اختلاف برویت

حضرت صلعم عائشه صدیقه میفرمایند هر که گوید که

آنحضرت خدارا دید دروغ گفت و دلیل آن میدهند

آیت لا تدرکه الابصار را واکثر صحابه مخالف

این دلیل اند و مقرر است که قولیکه دران صحابه

مختلف بوند آن قول قابل حجت نیست امام نووی

از قول ابن جریه میفرماید که گفت عائشه نفی رویت

از حدیث مرفوع نکرده اگر حدیث مرفوع او

معلوم میشد البته بیان واقعی میفرمود و در تفسیر

که اس آیت کے معنی اسطرح ہون کہ اسکا ادراک بصارتین

اسطرح نہین کرسکتین کہ جسطرح عام حالات و اوقات

مین اس چیز کو دیکھکر اسکا احاطہ کرلیتی ہین تو یہ آیت

عموم نفی کو مفید ہو نہ نفی عام و ادراک مطلق کو مجھکو یاد ہے

کہ میرے حضرت استاد نے شرح عقاید پڑھاتے وقت

اس بیان کے اثنا مین مجھسے فرمایا تھا کہ آیہ کریمہ مین بنظر

تحقیق معنی اول تحقیقی و غیر تاویلی ہین پس اعتراض معتزلہ

نقلیات سے بھی دفع ہوگیا اور حضرت موسی علیہ السلام کی قوم کو سوال رویت

مین جو کچھ پیش آیا وہ بسبب انکے طلب مین سختی کرنیکے ہوا یہ

رویت فی ذاتہا ممتنع تھی اگر ایسا ہوتا تو حضرت موسی

ضرور منع فرماتے اور خود ایسی ممتنع چیز کی طالب ہوتی

حضرت موسی کا منع نہ کرنا خود اسکا مشعر ہی کہ رویت بحید

ممکن ہو اور یہین سے آنحضرت صلعم کی رویت مین اختلاف

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہین کہ جو شخص یہ کہی کہ آنحضرت

صلعم نے خدا کو دیکھا اسنے جھوٹ کہا اور وہ اسکی

لا تدرکہ الابصار کو دلیل مین پیش کرتی ہین اور اکثر صحابہ

اس دلیل کی مخالف ہین اور یہ امر مقرر ہی کہ جس قول مین صحابہ

مختلف ہین وہ قول قابل حجت نہین امام نووی بسند قول

ابن جریہ فرماتی ہین کہ قول حضرت عائشہ نفی رویت

حدیث مرفوع سے نہین کی اگر کوئی حدیث مرفوع

انکو معلوم ہوتی تو ضرور بیان فرماتین تفسیر

که در آیت نفی ادراک است نه نفی رویت و معنی ادراک
واقف شدن بر جوانب حدود شئ مرئی است
و رویت دریافت کردن شئ است به بصر پس از
نفی ادراک نفی رویت لازم نمی آید و مراد از ابصار
ابصار کفار اند چنانکه از استاد بالا نقل کردم از
ابن عباس و حسن و عکرمه رضی الله عنهم قائل اند که
آنحضرت بچشم خود خدا را دید چنانچه ترمذی از عکرمه
روایت میکند که گفت ابن عباس دید آنحضرت پروردگار
خود را بچشم سر گفتم نه فرستاده است پس حق لا تدرکه
الابصار چرا فرمود ابن عباس گفت که ای وای
بر فهم تو این آنوقت فرمود که حضرت حق بنور ذات
تجلی فرماید و ابن عمر از ابن عباس گفته فرستاد
که آنحضرت پروردگار خود را در معراج دید یا نه گفت
ابن عباس که آری [illegible] ابن عباس
که حق خلت ابراهیم را داد و کلام موسی را و رویت
محمد صلعم را [illegible] و روایت میکند
[illegible] رسول الله که آیا دیدی پروردگار
خود را فرمود که [illegible] اورا [illegible]
شد [illegible] عائشه [illegible]
[illegible] آنحضرت [illegible] خدا
پس این کلام [illegible]

کہ آیت مین نفی ادراک ہے نہ نفی رویت اور ادراک کے
معنی یہ ہین کہ شئ مرئی کی حدود و جوانب سے واقف ہونا
رویت کہتے ہین کسی شئ کے بصر سے دریافت کرنیکو پس
نفی ادراک سے نفی رویت لازم نہین آتی اور ابصار سے
ابصار کفار مراد ہین جیسا کہ مینے استاد سے اوپر نقل کیا
حضرت ابن عباس حسن عکرمہ رضی اللہ عنہم اسکے
قائل ہین کہ آنحضرت صلعم نے اپنی آنکھ سے خدا کو دیکھا
چنانچہ ترمذی نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہ حضرت
ابن عباس نے کہا کہ آنحضرت صلعم نے اپنے پروردگار کو
چشم سر سے دیکھا جب یہ سنا تو انکے پاس کہلا بھیجا کہ پھر خدا
تعالی نے لا تدرکہ الابصار کیون فرمایا حضرت ابن عباس
نے کہا کہ تمہاری سمجھ پر افسوس یہ ارشاد اسوقت کے لئے ہے جب
حضرت حق اپنے نور ذات سے تجلی فرمائے حضرت ابن عمر نے حضرت
ابن عباس سے پوچھا کہ آنحضرت نے معراج مین اپنے پروردگار
کو دیکھا تھا یا نہین انہون نے کہا کہ ہان پھر کہا کہ حق نے خلت
ابراہیم کو اور کلام موسی کو اور رویت محمد صلعم کو عطا کی
[illegible] انہون نے پوچھا
کہ یا رسول اللہ کیا آپ نے پروردگار کو دیکھا فرمایا بیشک دیکھا
[illegible] حضرت عائشہ
[illegible] دیکھا
[illegible]

از قول نبوی که در آیت دنی و قول نبوی بالاتر است
از قول عائشه کذا فی المواهب و در شفای قاضی عیاض
است که نقاش از امام احمد حکایت میکند که امام مذکور
بمعنی حدیث ابن عباس میگویم که حضرت صلعم
خدا را بچشم سر دیده است این کلام را چندان تکرار نمود
که زبانش خاموش شد و از امام ابو الحسن اشعری و امام
حسن بصری مروی است که قسم خورده گفت که آنحضرت
پروردگار خود را دیده است و اکثر صحابه بر همین متفق اند
و همین مذهب عروه ابن زبیر و کعب احبار و زهری
و تمام صحابه و تابعین و تبع تابعین است رضوان الله
علیهم اجمعین و مسلم از ابو العالیه و از ابن عباس در تفسیر
ما کذب الفؤاد ما رأی نقل میکند که آنحضرت
نہ جھوٹ بولا قلب اس چیز میں جسکو دیکھا ۱۲
حق را دو بار دیده و دل هم دیده و طبرانی میگوید که یکبار
از دیده دل و بار دوم از دیده سر فافهم و همچنین اختلاف
است در معراج خواب یا بیداری بعضی در بیداری
بروح و جسد قائل اند و بعضی در خواب صرف بروح
اما آنانکه در خواب میگویند دلیل می آرند بقول عائشه
ما فقدت جسد رسول الله [illegible]
این قول قابل استدلال نیست چرا که قصه معراج
بروح و جسد در بیداری بروایت صحیح ثابت است
[illegible]

کہ خود آنحضرت صلعم کے اس ارشاد سے کہ میں نے اپنے پروردگار کو
دیکھا اور آپکا قول قول عائشہ سے بالاتر ہے جیسا کہ مواہب میں ہے
ہیں ہے اور شفای قاضی عیاض میں ہے کہ نقاش مفسر
امام احمد سے حکایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں
ابن عباس کی حدیث دیکھکر کہتا ہوں کہ آنحضرت صلعم
خدا کو بچشم سر دیکھا ہے اور اس بات کی اسقدر تکرار فرمائی
کہ کہتے کہتے تھک گئے اور امام ابو الحسن اشعری اور امام حسن بصری سے
مروی ہے کہ ان دونوں نے قسم کھاکر کہا کہ آنحضرت نے اپنے
پروردگار کو دیکھا ہے اور اکثر صحابہ اسی پر متفق ہیں اور یہی مذہب
عروہ ابن زبیر و کعب احبار و زہری اور تمام صحابہ و تابعین
و تبع تابعین کا ہے مسلم ابو العالیہ سے اور وہ حضرت ابن عباس سے
آیۃ ما کذب الفؤاد کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت
صلعم نے دیدہ دل سے بھی دو بار حق تعالی کو دیکھا ہے
اور طبرانی کے نزدیک ایکبار دیدہ دل اور دوسری بار دیدہ سر
سے دیکھا ہے۔ اسیطرح معراج کے متعلق بھی اختلاف ہے
کہ بیداری میں ہوی یا خواب میں بعضی بیداری میں روح و جسم کے
ساتھ قائل ہیں اور بعضی خواب میں صرف روحی معراج کے
جو لوگ معراج خوابی کے قائل ہیں وہ حضرت عائشہ کے اس قول کو
پیش کرتے ہیں کہ رسول الله صلعم کا جسم [illegible]
سو یہ [illegible] معراج روحی و جسدی بیداری میں [illegible]
واقع ہوا اور حضرت عائشہ [illegible]

شاید معراج روحی هم در مدینه بحالت خواب بوده باشد
که ایشان حکایت آن میکنند و در است این روایت
عائشه غالب نبوده اند شاید مراد ایشان آن باشد که این معامله را
دیده اند و بطریق مشاهده بیان کرده اند کذا فی المدارج
و در شرح عقاید است که والمعنی ما فقد جسده
عن الروح بل کان معه روحه جواب قول
انس که مقوی قول قائلین معراج روحیست آنست
ظاهر است که انس مشاهده معراج نکرده و نه از حضرت
شنفته چه معراج قبل هجرت بوده و انس بشرف
خدمت حضرت بعد هجرت مشرف شده اند و بعضی
دلیل معراج خوابی آیه کریمه می آرند و ما جعلنا
الرویا التی اریناک الا فتنة للناس و این
آیه در حال معراج نازل شده شیخ بدرالدین زرکشی
از جریری و امام مالک نقل میکنند که رویا بمعنی دیدن
بچشم نیز آید جواب اینکه این حجت ناتمام است چه که رویا
بمعنی رویت بعد هم آمده است چنانکه قریب و قربی
فی رسالة المعراجیة للرازی ان الرویا
هی الرویة یقال رأیته رویة ورویا واذا
کان الرویا والرویة واحد فی المعنی
فلا ینبغی للخصم فیه حجة بل نقول هذه

ممکن ہے کہ معراج روحی مدینہ میں بھی خواب میں ہوئی ہو
جسکی وہ حکایت کرتی ہیں علاوہ اسکے حضرت عائشہ
کی روایت اُن لوگوں کی روایت پر جنہوں نے معاملہ
دیکھا اور بطریق مشاہدہ بیان کیا ہے غالب نہیں ہوسکتی
کذا فی المدارج شرح عقائد میں ہے کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ آپکا
جسم روح سے جدا نہیں ہوا بلکہ آپکی روح کے ساتھ تھا اور
جواب قول انس کہ مقوی قول قائلین معراج روحی ہے
صاف ظاہر ہے کہ انس نے مشاہدہ معراج نہیں کیا اور نہ
آنحضرت صلعم سے سنا کیونکہ معراج قبل ہجرت ہوئی تھی
اور انس آنحضرت کی شرف خدمت سے بعد ہجرت مشرف
ہوئے ہیں اور بعض معراج خوابی کی دلیل میں آیت لاتے ہیں
کہ[1] وما جعلنا الرویا التی الخ اور یہ آیت حال معراج
میں نازل ہوئی شیخ بدرالدین زرکشی جریری اور امام مالک سے
نقل کرتے ہیں کہ رویا آنکھ سے دیکھنے کے معنی میں بھی آتا ہے
اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حجت ناتمام ہے کیونکہ رویا رویت
بصر کے معنی میں بھی آیا ہے جسطرح قریب و قربی رسالہ معراجیہ
امام رازی میں ہے کہ رویا سے مراد رویت ہے کہا جاتا ہے رایتہ
یعنی رویۃ و رویا اور جب رویا اور رویت ایک معنی
ہوے تو مخالف کے لئے اس میں حجت لائق
نہیں بلکہ ہم کہیں گے کہ یہ آیہ قول معراج کی صحت پر
حجت ہے اسلئے کہ

لہ یعنی اس رویت کو جو تمکو دکھلائی تو صرف لوگوں کے لئے فتنہ کیا ہے ۱۲

الاٰیۃ حجۃ علی صحۃ القول بالمعراج لان ھٰذہ
الاٰیۃ تدل علی ان ھٰذہ الرؤیا صارت فتنۃ للناس
لان الیھود قد یری العرش والکرسی والجنۃ
والنار فی النوم فکیف یبعد ذلک من محمد صلعم
فعلمنا ان الفتنۃ انما وقعت لانہ صلعم
ادعی رؤیتھا فی الیقظۃ بالشخص وثبت
ان ھٰذہ الآیۃ تدل علی انہ صلعم ادعی
حصول ھٰذہ الحالۃ فی الیقظۃ وکل ما
ادعاہ فھو حق فثبت ان ھٰذہ الاٰیۃ دالۃ
علی صحۃ قولنا انتھٰی و ابن عباس درین آیتہ
رؤیا را تفسیر برؤیۃ بصر میفرمایند و پرظاہر است کہ برؤیت
بصر فتنہ و آزمائش است ہمان موجب انکار و کفر کفار
و باعث ازدیاد ایمانِ مومنان میشود ورنہ در خواب
مقام انکار نہ کہ خواب عادتے است کہ دیدہ میشود و بر تقدیر
تسلیم اینکہ رؤیا بمعنی دیدن در خواب است نہ بہ بصر این
از کجا ثابت شد کہ این آیت در قصۂ معراج نزول یافتہ
چرا کہ اہلِ تحقیق نزولِ این آیت را در قصۂ حدیبیہ بیان کردہ اند
و از رؤیا آن خواب مراد میگیرند کہ آنحضرت دیدہ بودند
کہ عمرہ ادا کردم بطواف خانۂ کعبہ بجا آوردم الی آخر القصہ
و کسانیکہ میگویند کہ این آیت از سورہ مکی است و قصۂ حدیبیہ

اس امر پر دلالت کرتا ہی کہ رویا لوگون کے لیے فتنہ
ہو گئی کیونکہ یہود بھی عرش و کرسی و جنت و دوزخ کو
خواب مین دیکھتے تھے پس یہ امر رسول اللہ صلعم سے
کیا بعید ہی لہذا معلوم ہوا کہ سبب فتنہ یہ ہوا کہ رسول اللہ
صلعم نے بحالت بیداری اپنی رویت شخصی کا دعویٰ
کیا اور یہ ثابت ہی کہ یہ آیت اس امر پر دلالت
کرتی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے بیداری مین اس
حالت کے حصول کا دعویٰ کیا اور جس چیز کا دعویٰ
آپنے کیا وہ حق ہے لہذا ثابت ہوا کہ یہ آیت ہمارے
صحت قول پر دلالت کرتی ہی انتہی حضرت ابن عباس
اس آیت مین رویا کی تفسیر رویت بصر فرماتے ہین
اور یہ ظاہر ہی کہ برویت بصر فتنہ و آزمائش ہی اور وہی
سبب انکار و کفر کفار اور باعث ازدیاد ایمانِ مومنین ہی
ورنہ خواب مین انکار کی وجہ نہین کیونکہ خواب عادتاً
دیکھا جاتا اور اگر یہ بھی مان لیا جاے کہ رویا کی معنی خواب
دیکھنے کے ہین نہ آنکھ سے دیکھنے کے تو بھی یہ کیا
ثابت ہوا کہ آیت معراج کے قصہ مین نازل ہوی کیونکہ
اہل تحقیق کہتے ہین کہ آیت قصہ حدیبیہ[1] مین نازل ہوی اور رویا سے خواب
مراد لیتے ہین جو آنحضرت صلعم نے دیکھا تھا کہ مینے عمرہ ادا کیا اور طواف
خانہ کعبہ کیا تا آخر قصہ اور جو لوگ کہتے ہین کہ یہ آیت سورہ مکی ہی اور قصہ حدیبیہ

[1] حدیبیہ ایک گاؤن ہی مکہ معظمہ سے تقریباً دو کوس ۱۲

لہذا تردد است پس رفع تردد میشود کہ خواب آنحضرت
در مکہ دیدہ باشند و ہنگام تشریف آوری بمدینہ
ہویدا بیان فرمودہ و ابو العباس قرطبی میفرماید کہ
از رؤیا رویت عین است فی قصہ نزول
جبرئیل ببدر الی آخر ما وقع و اگر از رؤیا خواب
ہم مراد گردد میتواند چہ کہ ممکن است کہ آنحضرت این
معاملہ را در خواب ہم دیدہ باشند کہ در جنگ بدر
بچشم ظاہر مشاہدہ فرمودہ وجوہ معقولہ منکرین نیز
چند اند اول آنکہ جسد ثقیل است کائن الفساد پس
صعودش بسوی سموات و عرش چسان معقول شود
جوابش آنکہ مرویست کہ آنحضرت بعد مراجعت
چون خبر داد اہل مکہ را ابو جہل گفت تا حال
میگفتی کہ جبرئیل از آسمان بما مے آید و ما تصدیق تو
نمیکردیم اکنون بہر نفس خود میگوئی و آنہم در ساعتے
پس چگونہ تصدیق کنیم و برفت پیش صدیق اکبر
و گفت میگفتم ترا کہ (معاذ اللہ) صاحب تو کاذب
است و میگفتم کہ پرہیز اندرز ہمہ تلخ مانند پذیرفتی
پیشوائی گفت کہ قطعاً کذبش ظاہر شد ابو بکر
پرسید کہ از چہ گفت کہ میگوید شب گذشتہ تا آسمان
رفتم و گردیدم و جنان و دوزخ در رجوع کردم در

اسلیئے تردد ہوتا ہی تو وہ بھی یون رفع ہوتا ہی کہ آنحضرت
صلعم نے خواب مکہ مین دیکھا اور مدینہ مین تشریف لا کر
بیان فرمایا ہو ابو العباس قرطبی کہتے ہین کہ اس قصہ
مین جو بدر[لہ] مین نزول جبرئیل کا ہی رویا سے رویت
عین مراد ہی اور اگر رویا سے خواب بھی مراد لین تو
ہو سکتا ہی کیونکہ ممکن ہی کہ آنحضرت صلعم نے یہ معاملہ
خواب مین بھی دیکھا ہو جو جنگ بدر مین آنکھ سے ملاحظہ فرمایا
اور وجوہ معقولہ منکرین بھی کئی ہین اول یہ کہ جسم ثقیل
کائن الفساد ہی اسکا صعود آسمان و عرش پر کیسے ہو سکتا ہی
موجود حادث ۱۲
اسکا جواب یہ ہی کہ آنحضرت صلعم نے جب واپس تشریف
لا کر یہ خبر اہل مکہ کو دی تو ابو جہل نے کہا کہ اب تک تو
تم کہتے تھے کہ آسمان سے جبرئیل میرے پاس آتے ہین
اور ہم اسی کو نہین مانتے تھے تو اب جو تم اپنے جانے
کی بابت کہہ رہے ہو اور وہ بھی ایک گھڑی مین اسکو
کیسے مان لین - پھر وہ حضرت صدیق اکبر کے پاس
جا کر کہنے لگا کہ مین تمسے نہین کہتا تھا (معاذ اللہ) تمہارا ساتھی
جھوٹا ہی ایسے شخص سے پرہیز کرو تم نے میری نصیحت نمانی
اب کیا کہہ سکتے ہو اسکا جھوٹ تو ظاہر ہو گیا حضرت
ابو بکر نے پوچھا کہ کس بات سے جھوٹ ظاہر ہوا کہنے لگا کہ
کہتے ہین کہ مین شب گذشتہ آسمان پر گیا اور جنت دوزخ کی

لہ بدر اس مقام کا نام ہی جہان کفار سے اور رسول اللہ صلعم سے سنہ ۲ ھ مین لڑائی ہوئی ۱۲

ساعتِ واحد ابوبکر رضی اللہ عنہ فرمود کہ اگر فرمودہ
راست است و حاشا ابوبکر صدیق ابی جہل جاہل را
تصدیق نکردہ بل رسول اللہ را و برفت پیش آنحضرت
وازین خبر باز جست آنحضرت فرمود کہ آیا راست
بے کاست خواہی دانست و عقل جزوی را دخل
نخواہی داد عرض کرد کہ چرا نہ تصدیق خواہم کرد کہ
ہرگاہ حق تعالیٰ قادر است بر اہباط جبرئیل از آسمان
بر زمین باانیہمہ کہ او روحانی است ہبوط نمیتواند
پس اگر ترا بر آسمان برد چہ محال باشد آنحضرت
با ابوبکر ہمدرین قیل و قال بود کہ بیاورد جبرئیل علیہ السلام
والذی جاء بالصدق وصدق بہ پس
جائی بالصدق آنحضرت شد والذی صدق
ابوبکر صدیق ازان روز صدیق نام یافت شبہہ
دوم اینکہ اینقدر مسافتِ طویلہ چگونہ ممکن است کہ
قطع شود درین مدت قلیلہ جوابش بوجوہ اینکہ اولاً
چنانکہ نزول جبرئیل از اعلی السموات در زمانہ قلیلہ بعید
نیست ہمچنین صعود آنحضرت چسان بعید میتواند
ثانیاً آنکہ در علم ہندسہ ثابت شدہ کہ نسبتِ قطر
بسوے دور ہمچو نسبتِ واحد است بہ ثلاثہ

اور ایک ساعت میں لوٹ آیا حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ اگر
انہوں نے یہ فرمایا ہے تو سچ ہے اور اسیطرح انہوں نے ابوجہل جاہل کی
بات نہ مانی بلکہ رسول اللہ صلعم کی تصدیق کی اور آپکی
خدمت میں حاضر ہوکر دریافت کیا آنحضرت صلعم نے
فرمایا کہ آیا بےکم و کاست سچ سمجھو گے اور عقلِ جزوی کو
دخل تو نہ دوگے انہوں نے عرض کیا کہ میں تصدیق کیوں نہ
کرونگا حالانکہ یہ جانتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ جبرئیل کو
آسمان سے زمین پر اتارنے میں قادر ہے باانیہمہ کہ وہ روحانی
ہیں اور اتر نہیں سکتے پس اگر آپکو آسمان پر لے گیا تو
کیا دشوار ہوا آنحضرت صلعم حضرت ابوبکر سے یہ باتیں
کر رہے تھے کہ حضرت جبرئیل اترے اور یہ آیت لائے کہ والذی
جاء بالصدق پس جائی بالصدق آنحضرت صلعم
ہوئے اور والذی صدق ابوبکر صدیق۔ اسی روز سے
انکا نام صدیق ہوگیا دوسرا شبہہ یہ کہ اتنی بڑی مسافت
ایسی کم مدت میں کیسے قطع ہوئی اسکا جواب کئی طرح سے ہے
اول یہ کہ جسطرح حضرت جبرئیل کا اترنا اعلی سموات سے کم مدت
میں بعید نہیں اسیطرح آپکا صعود کیسے بعید ہو سکتا ہے
دوسرے یہ کہ علم ہندسہ سے یہ امر ثابت ہے کہ قطر کی نسبت
دور کے ساتھ ایسی ہے کہ جیسے ایک کی نسبت تین

لے اور وہ شخص کہ سچائی کے ساتھ آیا اور اسکی تصدیق کی ۱۲ ؎ قطر باصطلاح علم ہندسہ وہ بیت اُس
خط کو کہتے ہیں جو درمیانِ دائرہ کھینچا جاوے اس طرح کہ وہ خط مرکز اور دائرہ پر گذر کر دائرہ کو نصف
نصف کر دے ۱۲ مترجم

وسعتہ پس نسبت آن نصف قطر است بہ نصف دور
واین نسبت بعینہا ہمچنانست و فلک از اول تا آخر
شب میگردد بہ نصف دور و صعود نبوی از مکہ تا فوق
سما باشد ثلثا نصف الدور او اقل و برین تقدیر خواہد بود
دلیل منتج للنزول والصعود۔ ثالثاً آنکہ کرہ شمس مثل
کرہ ارض ہست یکصد و شصت و سہ مرۃ و این کرہ طالع
میشود در زمان قلیل پس چگونہ صعود آنحضرت در زمان
قلیل بعید باشد۔ رابعاً آنکہ قصہ بلقیس آوردن تخت او
در طرفۃ العین منقول ہست بوجہ علم کتاب بود مراد او
پس آنحضرت کہ عالم قرآن مجید بود چسان ازین کم میتوانست
خامساً آنکہ حق تعالیٰ ابلیس را طاقت آن دادہ است کہ
قطع میکند از مشرق و مغرب در کمتر از لمحہ بہر اغوا و وسوسہ
پس شان نبوی را چہ توان کرد و گفت کہ آن خیر الخلائق
است۔ سادساً آنکہ مشہور ہست کہ بینندہ نمی بیند آفتاب را
مگر وقت خروج شعاع بصری و اتصالش بروی پس
لازم ہست بر اوشان کہ بگویند کہ ہرگاہ بکشائیم چشم را
و ببینیم زحل را پس برود شعاع بصر دران لحظہ لطیفہ از
ہمین راہ بسوی فلک زحل و رسد و باید و این میتواند
لاجرم آنحضرت چسان نروند در زمان قلیل بفوق سموات
سابعاً آنکہ حق تعالیٰ معراج ابراہیمی بیان فرمود کہ کذلک نری
ابراہیم ملکوت السموات والارض پس ہرگاہ

اور سات کے ساتھ پس اُسکی نسبت نصف قطر ہی نصف دور کے
ساتھ اور یہ نسبت بعینہا ایسی ہی ہے اور اول سے آخر شب تک
آسمان بہ نصف دور گھومتا ہے اور صعود نبوی مکہ سے آسمان
کے اوپر تک نصف دور کا دو ثلث ہوگا یا کم اور اس
صورت مین دلیل منتج نزول و صعود کی ہوگی تیسرے یہ
کہ کرہ شمس کرہ ارض کا ترسٹھ گنا ہے اور یہ کرہ بہت ہی
تھوڑی مدت مین طلوع ہوتا ہے لہذا آنحضرت کا صعود
زمان قلیل مین کیسے بعید ہو سکتا ہے۔ چوتھے یہ کہ قصہ بلقیس مین
جو ایک لمحہ مین تخت لانیکا ذکر ہے بوجہ انکو علم کتاب ہونیکے
تو آنحضرت صلعم جو عالم قرآن مجید تھے وہ اس سے کم کیسے
ہوسکتے ہین پانچوین یہ کہ حق تعالیٰ نے ابلیس کو یہ طاقت
دی ہے کہ وہ گمراہ کرنے کے لئے ایک لمحہ مین مشرق سے
مغرب پہنچ جاتا ہے تو بھلا شان نبوی صلعم کی متعلق کیا
خیال کیا جاسکتا ہے جو خیر الخلائق ہے چھٹے یہ کہ مشہور ہے کہ
دیکھنے والا آفتاب کو اسوقت تک نہین دیکھتا جبتک نظر
آنکھ سے نکلکر آفتاب سے مل نہین جاتی پس اُنپر یہ کہنا لازم ہے کہ جب
ہم آنکھ کھولکر زحل کو دیکھتے ہین تو نظر فوراً فلک زحل تک جاکر واپس
آجاتی ہے اور جب یہ ہوسکتا ہے تو پھر آنحضرت صلعم آسمانون پر
تھوڑی مدت مین اسطرح کیسے نہین جاسکتے تھے ساتوین یہ کہ
حق تعالیٰ نے معراج ابراہیمی کی متعلق فرمایا کہ اور ایسی ہی ہم نے
ابراہیم کو ملکوت آسمان و زمین دکھایا جب حضرت

قوی گردانید ابراہیم را که دیدند جمیع ملکوت چرا جائز نبود
که آنحضرت را آشنایہ نیز و کرامت فرماید که دریکدم با ماکن
بعید تشریف برند۔ شبہہ دیگر آنکہ این واقعہ در روز چرا
نشد جوابش آنکه شان او تعالیٰ شانہ ایست که یفعل ما
یشاء ویحکم ما یرید۔ و این حالت اگر بروز
بیشد تمیز صدیق از زندیق چگونہ مے گشت۔ شبہہ آخر لازم
می آید که درجرم آسمان فطور بشد جوابش آنکه مر آسمان را
بابہا اند که کشادہ میشوند باری و بند میشوند و حکمت معراج
آنست که روح وجسد مثل متضادین اند چه که روح سماویہ
علویہ نورانیہ است و بدن کثیف ظلمانی سفلی و اکثر
بر خلق غالب است کثافت بدن و ظلمت فلاجرم
القیت ارواحهم فی الاجساد لیکن حضرت
صلعم را روح غالب بود فلہذا چون صعود کرد روح
تابع آن شد جسد پس باید دانست که خلق تا میرند
از ثقل جسد خلاص نشوند اما محمد صلعم بعد از حیات
از کدورت جسد رستگاری دادند و لہذا حاصل شد او را
در دنیا آنچه دیگران را در آخرت باشد وبهذا المعنی
ظهر حیوته کانت موتنا فلہذا قال انك
میت فلما کانت موتا کان شرفها عن
موت الاجساد وکان نورا محضا فرقا والیه

جب حضرت ابراہیم کو کل ملکوت[۱] دیکھنے کی قوت دیگئی
تو کیا یہ ممکن نہیں کہ آنحضرت صلعم کو بھی ویسی ہی قوت
عطا فرمائی ہو جس سے آپ ایک گھڑی میں اماکن بعیدہ
تشریف لے گئے ہوں دوسرا شبہہ یہ کہ یہ واقعہ دن میں
کیوں نہیں ہوا اسکا جواب یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کی شان
یہ ہے کہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جس چیز کا ارادہ کرتا ہے اسکا
حکم کرتا ہے یہ واقعہ اگر دن میں ہوتا تو صدیق کی زندیق سے
تمیز کیسے ہوتی ایک اور شبہہ یہ لازم آتا ہے کہ جرم آسمان میں فطور ہوتا اسکا جواب
یہ ہے کہ آسمانوں میں بھی دروازہ ہیں جو کھلتے اور بند ہوتے ہیں اور حکمت معراج
یہ ہے کہ روح و جسم مثل دو متضاد کے ہیں کیونکہ روح سماوی علوی
نورانی ہے اور بدن کثیف ظلمانی سفلی اور اکثروں پر کثافت ظلمت
جسم غالب ہے اسلئے انکی روحیں جسموں میں پھنسی پڑی ہوئی ہیں
مگر آنحضرت صلعم کی روح مبارک غالب تھی اسلئے جب آپکی روح
مبارک نے صعود فرمایا تو جسم اسکا تابع ہوگیا اور آدمی جبتک
مرتا نہیں جسم کی ثقل سے نجات نہیں پاتا مگر آنحضرت صلعم اپنی
زندگی میں کدورت جسمانی سے پاک تھے اسلئے آپکو اسی دنیا میں
وہ حاصل ہوا تھا جو اوروں کو آخرت میں ہوگا اور اسیطرح
ظاہر ہوئی آپکی حیات جو موت تھی اسی لئے فرمایا کہ تو مردہ ہے
پس جب آپکی حیات موت ہوئی تو اور اجساد کی موت پر اسکا شرف
ہوا اور آپ نور محض صرف تھے اور اسی طرف

[۱] ملکوت اصطلاح صوفیہ میں عالم معانی و عالم ارواح کو کہتے ہیں ۱۲

الاشارة بقوله اول ما خلق الله نوري
وقال لست كاحدكم اني ابيت عند ربي
يطعمني ويسقيني وتنام عيناي ولا ينام
قلبي فالحاصل ان آثار الروحانية كانت
غالبة في حقه وآثار الجسمانية مغلوبة
فلهذا السبب حصل ذلك الاسراء هذا
وباقی بسط اگر خواهی در رساله معراجیه امام رازی و منهاج
العلوی الی معراج النبوی ملا علی قاری باید دید و بدانکه
جمهور سلف و خلف یقین کلی دارند برانکه تمام سیر و عروج
آنحضرت از ابتدا تا انتها بروح و جسد در بیداری شد چنانچه
ابن عباس و جابر و انس و حذیفه و عمر ابن الخطاب و ابی هریره
و مالک بن صعصعه و ابن مسعود و غیرهم را همین مذهب
است از تابعین ضحاک و سعید ابن جبیر و قتاده و سعید
ابن المسیب و حسن و ابراهیم و مسروق و مجاهد و عکرمه و
ابن جریج و غیره و از آیات قرآنیه و احادیث صحیحه دلیل
مے آرند از انجمله آیه کریمه سبحان الذی اسری بعبده
است و اجماع است برانکه مراد از عبد درین آیت آنحضرت
صلعم است و درین آیت چند وجه تعظیمی اند یکے آنکه دلالت
میکند برانکه او تعالی مستحق تسبیح و تعظیم است در بودن
اینحالت عجیبه در یقظه و چون این را صله تسبیح خود گردانید
که سبحان الذی اسری بعبده لامحاله این سیر

آپکے اس ارشاد سے اشارہ ہے کہ پہلے جس چیز کو اللہ نے
پیدا کیا وہ میرا نور تھا اور فرمایا کہ مین تمہاری طرح
نہین ہون مین اپنے پروردگار کے پاس رہتا ہون
جو مجھکو کھلاتا پلاتا ہے اور میری آنکھین سوتی ہین اور میرا قلب
نہین سوتا خلاصہ یہ کہ آثار روحانیت آپ پر غالب تھے
اور آثار جسمانیت مغلوب اسی سبب سے آپکو یہ سیر حاصل ہوئی
زیادہ تفصیل اگر منظور ہو تو رسالہ معراجیہ امام رازی و
منہاج العلوی الی معراج النبوی ملا علی قاری دیکھنا
چاہیے جمہور سلف و خلف اسکا یقین رکھتے ہین کہ آنحضرت
صلعم کو ابتدا سے انتہا تک تمامی سیر و عروج روح و جسم سے
بیداری مین ہوئی چنانچہ حضرت ابن عباس و جابر و انس و حذیفہ
و عمر بن الخطاب و ابی ہریرہ و مالک ابن صعصعہ و ابن مسعود
و غیرہم کا اور تابعین مین ضحاک و سعید ابن جبیر و قتادہ
و سعید ابن المسیب و حسن و ابراہیم و مسروق و مجاہد و عکرمہ
و ابن جریج و غیرہم کا بھی یہی مذہب ہے اور وہ آیات قرآنیہ
و احادیث صحیحہ سے دلیل لاتے ہین از انجملہ آیہ کریمہ سبحان
الذی اسری بعبدہ اور اسپر اتفاق ہے کہ اس آیت مین عبد سے
آنحضرت صلعم مراد ہین اور اس آیت مین چند تعظیمی وجوہ ہین
اول یہ کہ جناب باری مستحق تعظیم و تسبیح ہے کیونکہ ایسی
عجیب بات بیداری مین ہوئی اور جب اس بات کو
اپنی تسبیح کا صلہ ٹھہرایا کہ سبحان الذی الخ لامحالہ یہ سیر

مخالف عادة باید تا فعل او دال بر کمال قدرت و جلال
باشد و حصول رویت در نوم از امور عجیبه نبود پس از
این تسبیح چگونه بود لیکن اسرا معه جسد در شب واحده الی
فوق السماوات عجیب و خارق عادت است لذا استحقاق
تسبیح بود فوجب حمله علیه دوم آنکه یهود و نصاری
دیده اند جنت و نار را در نوم و مقصود از آنکه این واقعه
شرح تعظیم حال محمدی باشد و اذا کان کذالک امتنع
حمله علی النوم و قول قائل که سبب تعظیم آنست که آنحضرت
این اشیا را در نوم دید بر رویة مطابقیه گویم این نیز از
امور عجیبه نبود چه مثل این رویا اکثرے میتوانند دید سوم آنکه
فرموده او تعالی اسرے بعبده والاسراء هو ذهاب
بدن الانسان فی اللیل لهذا اگر مجرد نوم بودے
اسرا چه فائده میداد و بعبده خود دلیل آنست که مراد از عبد
شخص و بدن باشد قال الله و انه لما قام عبد الله
وقال فی صفة المتقین و عباد الرحمن یمشون
علی الارض هونا و خود حجت این معراج حدیث مشهور
است و هو ما روی معمر عن الزهری عن عروة
انه قال لما اسرے رسول الله اصبح فاخبر الناس
فارتد به ناس ممن آمن و فتنوا به و کذبوا
و سعی ابو جهل الی ابی بکر قصة فیما سبق
ولو کان الذی ذکره رسول الله مجرد النوم

مخالف عادت ہونا چاہئے تاکہ اسکا فعل کمال قدرت و
جلال پر دلالت کرے اور خواب میں حصول رویت
کوئی عجیب بات نہیں لہذا وہ اس تسبیح کا سبب نہیں ہے
لیکن آسمانونکی سیر ایک ہی رات میں جسم کے ساتھ یہ البتہ عجیب
و غیر معمولی بات ہے اور اسیلئے حق مستحق تسبیح ہوا پس اسکا
حمل اسپر واجب آیا دوسرے یہ کہ یہود و نصاری نے جنت و
دوزخ خواب میں دیکھی تھی اور اس سے مقصود یہ تھا کہ آنحضرت کے
حال کی تعظیم اس واقعہ سے ہو جائے اور جب یہ ہے تو اسکا خواب پر
قیاس کرنا ممنوع ہے اور یہ کہنا کہ سبب تعظیم یہ ہے کہ آنحضرت صلعم
نے ان چیزونکو خواب میں اسطرح دیکھا جیسی کہ وہ در اصل میں ہیں
میرے نزدیک یہ بھی امر عجیب نہیں کیونکہ ایسے خواب اکثر لوگ دیکھتے
ہیں تیسرے یہ کہ حق تعالی نے اسرے بعبدہ فرمایا اسرا کے معنی ہیں
جسم انسان کے رات میں سفر کرنیکے لہذا اگر صرف خواب تھا تو
اسرا سے کیا فائدہ ہوتا بعبدہ خود اسکی دلیل ہے کہ عبد سے مراد
شخص و بدن ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ اور بیشک جب بندہ خدا
کھڑا ہوا اور متقین کی صفت میں ارشاد ہے کہ اور رحمن کے بندے
زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور خود معراج کی حجت یہ حدیث مشہور ہے
جو معمر نے زہری سے اور انہوں نے عروہ سے نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب
رسول اللہ صلعم نے سیر کی اور صبح ہوئی تو آپنے اسکی خبر لوگونکو دی تو بعض
لوگ جو آپ پر ایمان لائے تھے وہ مرتد ہو گئے اور فساد کیا اور آپکو
جھٹلایا اور ابو جہل حضرت ابوبکر کے پاس دوڑا گیا اور گذرا
جو کچھ گذرا اور جس امر کو رسول اللہ صلعم نے ذکر کیا اگر محض خواب ہوتا

لما وقعت الفتنة والارتداد والتکذیب
وازحضرت استادی سماعت دارم که این حدیث
معراجیه جسدی قوی است وهمین موجب رفعت
شان نبوی است صلعم ورنه درخواب بسیار اولیا را
دیدار الٰهی میسر آمده پس فضیلت آنحضرت حاصل
نخواهد شد بگفتن و اعتقاد کردن اینکه آنحضرت را بجسمه
معراج شد۔ و خدا را باین چشم ظاهر مشاهده فرمود

فائده معنی آیه دنی فتدلی فکان قاب قوسین

او ادنیٰ باید دانست که حضرت جعفر صادق میفرماید
که دنیٰ یعنی نزدیک شد آنحضرت به پروردگار خود
بے کیف فتدلی پس برداشت حجاب را واندران
حجاب رفت آنرا بدستور گذاشت آنجا ملکے مقرب را
گنجایش نبود و آنحضرت را از کسے ندید و آنحضرت
حجاب بنهایت طے فرمود حتی کان بین الحبیب والمحبوب
قاب قوسین و در شرح تعرف می نگارد که هرگاه
آنحضرت از جبرئیل جدا شد دیگر هفت مقام را طی فرمود
که جبرئیل از اول مقام آن هم خبر نداشت پس معنی این
آیه کریمه مشکل اند و بعضے ارباب حال مینویسند که
مراد از قوسین حاجبین اند یعنی از دو ابرو زیاده
قرب شد و ادنے عبارت است از سیاهی و سفیدی چشم

تو یہ فتنہ ارتداد و تکذیب ہوتا ہے میں نے اپنے حضرت استاد
سے سنا ہے کہ یہ حدیث معراج جسدی قوی ہے اور یہی سبب
علوِ شان آنحضرت صلعم ہے ورنہ خواب میں تو بہت سے
اولیا اللہ کو دیدار حق میسر ہوا ہے تو آنحضرت کی فضیلت
بلا اس کہنے اور اعتقاد کرنے کہ آپکو معراج جسدی حاصل
ہوئی اور آپنے خدا کو اسی ظاہری آنکھ سے مشاہدہ فرمایا
نہیں حاصل ہو سکتی۔ اب فائدہ معنی آیۃ دنی[له] فتدلی
الخ جاننا چاہیئے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
فرماتے ہیں کہ دنے یعنی آنحضرت صلعم اپنے
پروردگار سے بے کیف نزدیک ہوئے فتدلی پس
حجاب اٹھایا اور اسمیں گئے اور اسکو بدستور چھوڑ دیا
وہاں کسی ملک مقرب کی گنجایش نہ تھی اور آنحضرت
صلعم کو پھر کسی نے نہ دیکھا اور آنحضرت صلعم نے بے انتہا
حجاب طے فرمائے یہانتک کہ حبیب و محبوب میں
دو کمانوں کی برابر فاصلہ رہگیا۔ شرح تعرف میں ہے
کہ جب آنحضرت صلعم جبرئیل سے جدا ہوئے تو سات مقام اور
طے کئے جسکے اول ہی مقام کی جبرئیل کو خبر نہ تھی پس اس
آیت کے معنی بیان کرنا مشکل ہیں بعض ارباب حال لکھتے ہیں
کہ قوسین سے حاجبین مراد ہیں یعنی دو ابرو سے زیادہ
قرب ہوا اور ادنے سے آنکھ کی سپیدی و سیاہی مراد ہے

له نزدیک ہوا اور اُترا پس پہنچے دو کمان کی مسافت تک یا اُس سے زیادہ نزدیک ۱۲

یعنی قرب حضرت در جناب الٰہی چنان بود کہ قرب
دو ابرو باہم بلکہ نزدیکتر ازین ہم چنانکہ سفیدی چشم
باسیاہی او آمیختہ میباشد و بعضے گفتہ اند ترک نفسہ
فی السماء فتدلی و ترک قلبہ فی سدرۃ
المنتہی و ترک روحہ بقاب قوسین
او ادنیٰ فبقی سرہ و ربہ یعنی گذاشت آنحضرت
نفس را بر آسمان و پیش شد و گذاشت دل مطہر را در
سدرۃ المنتہی و گذاشت روح را بر مقام قاب قوسین
او ادنیٰ و باقی ماند سر او و پروردگار او۔ و در تفسیر تیسیر
روایت است از ابن عباس کہ در تفسیر کریمہ مذکور
فرمود کہ فرق بود میان او و حق برابر ہر دو دست
یعنی قوسین بمعنی ذراعین است و قوس را ذراع
ازان گویند کہ قیاس کردہ میشود برو مزروع۔ نقل است
کہ کسے از ابو الحسن نوری معنی این آیۃ پرسید فرمود
آنجا کہ حقیقت جبرئیل را بار نبود بیچارہ نوری را چہ
حقیقت و کدام ہست کہ انکشاف این سر کند
و باز گفت دنے عقب بعد میشود اینجا بعد کجا و قاب
اشارت بمقدار ہست و مقدار اینجا در کدام شمار۔
و تدلے در مکان میشود آنجا مکان نے و فکان عبارت
از زمانہ است آنجا زمان نے و قوسین کنایہ از
مثال است و مثال را آنجا مثال نے و او کلمہ شک است

یعنی آپکا قرب حضرت حق سے ایسا تھا جیسے دو ابرو
ملے ہوی بلکہ اِس سے بھی زیادہ نزدیک جسطرح
آنکھ کی سفیدی سیاہی سے ملی ہوئی ہوتی ہو اور بعض
کہتے ہین کہ ترک نفسہ الخ یعنی آنحضرت صلعم نے
نفس آسمان پر چھوڑا اور قلب مطہر سدرۃ المنتہےٰ
مین اور روح اقدس قاب قوسین او ادنیٰ مین
پس آپکا سِر اور پروردگار باقی رہگیا تفسیر تیسیر مین
حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اُنہون نے
اس آیت کی تفسیر مین فرمایا کہ آپکے اور حق کے
درمیان دو ہاتہ کا فاصلہ تہا یعنی قوسین ذراعین
کے معنی مین ہو قوس کو ذراع اسلئے کہتے ہین کہ
اُسپر مزروع قیاس کیا جاتا ہو۔ نقل ہو کہ کسی نے
حضرت ابو الحسن نوری سے اِس آیت کے معنی پوچھے
اُنہون نے فرمایا کہ جہان حقیقت جبرئیل کا دخل
نہین تو بیچارے نوری کی کیا حقیقت جو اس بھید کو
ظاہر کرے۔ پھر فرمایا کہ دنیٰ بعد کے بعد ہوتا ہو وہان
بُعد کہان اور قاب مقدار کا اشارہ ہو وہان
مقدار کس شمار مین اور تدلے امکان مین ہوتا ہی
وہان مکان نہین اور فکان زمانہ سے عبارت ہے
وہان زمانہ نہین اور قوسین مثال سے کنایہ ہے
مثال کی وہان مثال نہین اور او کلمۂ شک ہے

شک آنجا بیشک معدوم وادنے آمبالغہ است
میان ہر دو یعنی نزدیک تر و آنجا نزدیکتر را نزدیکی نی
این مقام از اظہار و بیان دور است و علم جمیع
خلایق در تفسیر این آیت معترف بقصور و حکمت در
ذکر قوسین اینست کہ ہرگاہ عرب باہم عہد می بستند
و میخواستند کہ باز آن عہد نشکنند پس ہر دو کمانہای
خود می آوردند و مساوی میکردند و یکدفعہ کمانہائے
خود را قبضہ گرفتہ یکساعت تیرے مے انداختند
تا معلوم میشد کہ این را بآن کس عہد مضبوط بستہ شد
کہ باز از ان برگشتگی متصور نے پس ازین آیت اشارت
است کہ حضرت را با حق اینقدر محبت است کہ ہر کہ
مقبول رسول اللہ شد او مقبول است او علی ہذا مردود او مردود چنانچہ
در کلام مجید بچند جا واقع است و بعضے میگویند کہ
دنے اشارت است از مقام نبوی و فتدلی اشارت
از مقام قلب و قاب قوسین از مقام روح و او ادنی
اشارت است از سر محمد درین چار مقام ذات و دل
و روح و سر ہر یک بمطلب خود رسیدند مثلاً ذات آن سرور
مطہر آنحضرت بمقام خدمت و دل در مقام محبت
و روح در مقام قربت و سر در مقام مشاہدہ است دیس
مسئلہ دوم معرفت کمال اشیا چگونہ است
از دیدن و شنیدن یا از غیر آن الجواب باید دانست

وہان شک یقینی معدوم اور ادنے دونون کے درمیان
مبالغہ ہے یعنی نہایت نزدیک اور وہان نہایت
نزدیک کی گنجایش نہین یہ مقام اظہار و بیان سے
دور ہے اور سب کا علم اس آیت کی تفسیر مین معترف بقصور
قوسین کے ذکر مین حکمت یہ ہے کہ جب اہل عرب آپسمین ایسا
معاہدہ کرنا چاہتے تھے جو پھر نہ ٹوٹے تو دونون شخص
اپنی اپنی کمانین ایک مین ملاکر ایک ساتھ تیراندازی
کرتے تھے تاکہ یہ معلوم ہو جاے کہ انکی آپسمین مضبوط معاہدہ
ہو گیا جو ٹوٹ نہین سکتا پس اس آیت سے یہ اشارہ
ہے کہ آنحضرت صلعم کو حضرت حق سے اسقدر
محبت ہے کہ جو آپکا مقبول ہے وہ حق کا مقبول
اسیطرح جو آپکا مردود ہے وہ اسکا مردود ہے چنانچہ کلام مجید
مین کئی جگہ واقع ہے اور بعض کہتے ہین کہ دنی
سے مقام نبوی اور فتدلی سے مقام قلب اور قاب
قوسین سے مقام روح اور ادنے سے سر محمدی
صلعم کی طرف اشارہ ہے ان چار مقام مین ذات و دل و
روح و سر ہر ایک اپنے مطلب پر پہنچے مثلاً ذات اقدس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام خدمت مین اور
دل مقام محبت مین اور روح مقام قرب اور سر مقام مشاہدہ مین ہے
دوسرا مسئلہ اشیا کی معرفت کیونکر حاصل ہوتی ہے
دیکھنے سننے سے یا اسکے علاوہ جواب جاننا چاہئے

که حقیقتِ اشیا پیشِ صوفیه تعینِ وجود است
در حضرتِ علم باعتبار شانی که آن شئ مظهر اوست
یا خود وجودِ متعین بهمان شئ در همان حضرت
و اشیاء موجوده عبارت اند از تعیناتِ وجود
باعتبار انصباغِ ظاهرِ وجود به آثار و احکامِ حقایق
ایشان یا خود وجودِ متعین بهمین اعتبارات بر وجهی
که حقایق همیشه در باطنِ وجود پنهان باشند و احکام
و آثارِ ایشان در ظاهرِ وجود پیدا زیرا که زوال صور
علمیه از باطنِ وجود محال است و الّا جهل لازم
آید تعالی عن ذلک علواً کبیراً ۵ مائیم
وجود و اعتباراتِ وجود ۞ در خارج علم عارض آن
وجود ۞ در پرده بظلمتِ عدم مستوریم ۞ ظاهر شد
عکس باز مرآتِ وجود ــ پس هر شئ بحسبِ حقیقت
وجود یا وجودِ متعین است یا تعینِ عارض مر وجود را
پس تعین صفتِ متعین است و صفت باعتبار
مفهوم اگرچه غیر است اما باعتبارِ وجود عینِ اوست
تغایر بحسبِ مفهوم و اتحاد باعتبارِ وجود است
چون اینقدر معلوم شد پس بدانکه این حقایق
اشیا اظلالِ صفاتِ حق اند و وجودِ خارج آنها

کہ حقیقتِ اشیا صوفیہ کے نزدیک حضرتِ علم مین وجود کا
تعین ہی باعتبار اس شان کے کہ وہ شے اُس کی مظہر ہی
یا خود وجود حضرتِ علم مین اُسی شئے کا تعین لیے ہوے ہی
اور اشیاء موجودہ سے مراد تعینات وجود ہین جنھون نے آثار
و احکام حقایق سے ظاہر وجود کا رنگ اختیار کیا ہو یا
خود وجود نے ان اعتبارات کا تعین اختیار کیا ہے
اسطرح پر کہ حقایق ہمیشہ باطن وجود مین پوشیدہ رہین
اور اُنکے آثار و احکام ظاہر وجود مین ظاہر ہون اسلئے
کہ باطن وجود سے صور علمیہ کا زوال محال ہے ورنہ جہل
لازم آتا ہے اور اللہ اس سے بزرگ ہے ہم ہیں وجود
و اعتبارات وجود الخ پس ہر چیز حقیقتاً وجود یا
وجود ہی جسنے تعین قبول کیا ہے یا تعین ہی جو وجود کو عارض
ہوا ہے لہٰذا تعین متعین کی صفت ہے اور صفت باعتبار
مفہوم اگرچہ غیر ہے لیکن باعتبارِ وجود اسکی عین
ہے ـ جتنا مفہوم پر جائیے اُتنی مغایرت ہے
اور جتنا وجود کا اعتبار کیجئے اُتنی عینیت
ہے ـ جب یہ معلوم ہو گیا تو جاننا چاہیے
کہ حقائق اشیاء جو صفاتِ حق کے
پرتو ہین اُنکا وجود خارجی

۱؎ حقائق جمع حقیقت۔ حقیقت لغتاً بمعنی اصل و ماہیت، ذات شئے ۱۲ [illegible]

منوط بعلل اربعه است فاعلی و صوری و مادی و غائی و ظهور کمال اینها بر ترتیب آثار است و حصول ثمرات نیز پس معرفت این اشیا بکمال در مرتبه اجمال سالک را به تجلی ذات حق در ضمن سیر بالله بعد مشاهدهٔ کثرت در وحدت حاصل میشود و بتفصیل به احاطه خواص و مبادی از قواعد حکمیه و کشفیه فرق اینقدر است که در چار جهات خواص نیز داخل تتمیم معرفت اند و در ذهنیات صرف ذهن و دیدن مراد صوفیه است از دریافت کماهی اشیا والله اعلم بالصواب

مسئله سوم حقیقت نسبت وجد چیست الجواب حقیقت وی آنست که نفس ناطقه در اصل فطرت بوجهی واقع شده است که بحالات مختلفه منصبغ میتواند شد چون شوق و نفرت و سخط و رضا و خوف و رجا بعضے از کیفیات قدسی و ملکی اند و بعضے نفسی و استعداد یکے را استعداد دیگر بحکم تنافی منطفی میسازد و هر یکے را اسباب است و مقدمات چون سالک باسباب کاسبه و مقدمات حالات الهیه یا ملکیه متمسک میشود نفس وی در استعداد آن قبیل قوت میگیرد ادنے محرکے که در عرف از ان حسابے بر نگیرند در نفس وی تاثیر بلیغ کند و گاہے آدمی طبید

وجود خارجی چار علتوں پر موقوف ہی فاعلی و صوری و مادی و غائی اور اُنکے کمال کا ظہور اور نتائج کا حصول ترتیب آثار پر ہی پس سالک کو ان اشیا کی معرفت کامل مرتبہ اجمال مین تجلی ذات حق سی سیر باللہ کے ضمن مین بعد مشاہدہ کثرت[1] در وحدت کے حاصل ہوتی ہی اور معرفت تفصیلی حکمت و کشف کے قواعد سے خواص و مبادی کو احاطہ کرنے سے (یعنی ازروی حکمت خواص اشیا کا احاطہ کرنا اور ازروی کشف ہر شی کا مبدا پہچاننا کہ حضرت علیہ اُسکا مین ثابت کیا ہی) فرق اسقدر ہی کہ ہر چار جہات (یعنی عالم فی الخارج) مین خواص بھی داخل تکمیل معرفت مین اور ذہنیات مین صرف ذہن دریافت حقیقت اشیا سے صوفیہ کی یہی مراد ہی

تیسرا مسئلہ نسبت وجد کی حقیقت کیا ہی۔ جواب اُسکی حقیقت یہ ہی کہ نفس ناطقہ فطرتًا ایسا واقع ہوا ہی کہ مختلف حالات سے رنگ قبول کر لیتا ہی جیسے شوق و نفرت و غصہ و رضا و خوف و رجا بعض کیفیتین قدسی و ملکی ہین اور بعض شیطانی ایک کی استعداد دوسرے کو بسبب مخالفت مٹا دیتی ہی اور ہر ایک کے اسباب و مقدمات ہین جب سالک باسباب کاسبہ و مقدمات الٰہیہ یا ملکیہ متمسک ہوتا ہی تو نفس اسیطرح کی استعداد سے قوت پکڑتا ہی اور ادنی محرک جسکا عرفًا کچھ بھی شمار نہو اُسکے نفس مین بہت اثر کرتا ہی اور کبھی آدمی جہد

[1] کثرت در وحدت یعنی ظہور اسما و صفات در ذات ۱۲ مترجم

وساکن النفس باشد و انطباع کیفیتی که در غایت نفاست
است در انجا امکان ندارد پس محتاج میشود بعشق عفیف
که شہوت وجماع را دران مدخل نباشد بلکه حرکات تناسب
وعبارات رنگین بیشتر تاثیر کند بقلب وے و در انمقام
از انس وصال بوحشت فراق و از انشراح اقبال
محبوب بانقباض اعراض وے وانچه بدین ماند یا
سماع شعرے رنگین مقرون بتالیف نغمات و ایقاعات
لاسیما انچه باستعارات عجیبه و قوافی غریبه بدیعه و اسالیب
شوق انگیز منجلی باشد و بطنین طنبور و رباب که بمنزله
شرب خمر است در ایراث سکر تا ازین جمله وقتا بعد وقت
بر نفس ناطقه کیفیتے فائض میشود و آن کیفیات ساعت
بساعت متصف میشود و آن بلادت بکلی زائل میگردد
اینست انچه جمهور اهل وجد بوے راغب شده اند
لیکن انچه شارع آنرا درین باب برائے ایشان اختیار
فرموده است استماع وعظ است و تلاوت قرآن
باتدبر معانی آن یا سوال در آیه رحمت و استعاذه
در عذاب و تسبیح در صفا بالجمله جمهور این نسبت غالباً
مشغوف اند بسماع و وجد و اهل فنا را ازهمین نسبت
منشعب میشود استعداد معارف جلیله که زبان
بشرح آن وافی نیست والله اعلم ـ

مسئله چهارم خدا کیست الجواب آنکه بخشنده

درست ہوتا ہی کہ کسی عمدہ کیفیت کا منطبع ہونا
اُسمین دشوار ہوتا ہی ایسا شخص پاک محبت کا جسمین
شہوت جماع کا دخل نہو محتاج ہوتا ہی بلکہ حرکات مناسب
وعبارات رنگین اُسکے قلب مین زائد اثر کرتے ہین
اِس مقام پر وصال کی اُنس اور فراق کی وحشت سے
اور اُس چاتی سی جو محبوب کے بمہربانی پیش آنے سے
پیدا ہو اور اُس ملال سی جو اُسکی نامہربانی سی ہو اور ایسی
ہی باتون سے یا کسی رنگین شعر کے سُننے سے جو دلکش نغمہ اور
عجیب استعارات شوق انگیز سے ادا کیا جاے یا محض طنبورہ
ورباب کی آواز سے جو سکر لانے مین بمنزلہ شراب کے ہی
وقتاً فوقتاً نفس ناطقہ پر ایک کیفیت طاری ہوتی ہی اور وہ اُن
کیفیتون سے گھڑی گھڑی متصف ہوتا ہی تب وہ بھدا پن
بالکل جاتا رہتا ہی یہی وہ چیز ہے جسکی طرف تمام اہل وجد
راغب ہوے ہین لیکن شارع علیہ السلام اُس بارہ مین
جو کچھ ان لوگون کے لئے تجویز فرمایا ہی وہ وعظ سُننا
اور کلام مجید معانی غور کرکے پڑھنا یا آیۃ رحمت پر سوال
اور آیۃ عذاب پر پناہ مانگنا ہی مگر تمام اصحاب نسبت وجد
سماع مین زائد منہمک ہین حضرات اہل فنا کو اسی نسبت سے
استعداد معارف جلیلہ پیدا ہوتی ہی جسکی شرح مین زبان
یاوری نہین دیتی ـ واللہ اعلم

چوتھا مسئلہ خدا کون ہی جواب خدا وہ ہی جسنے

آنفا این استفسار است و آن ننشئت قلت وجود بحت
و هستی صرف است در مرتبهٔ اطلاق نه آنرا شکلی است
و نه حدی و نه حصری و با اینهمه ظاهر شد و تجلی فرمود در مراتب
تنزلات بهر شکل و بهر حد و باوجود این ظهور و تجلیات متغیر
نشد از حقیقتی که بر آن بود پس فی حد ذاته واحد است
اگرچه در ملابس ظهور متعدد و متکثر شد و آن وجود حقیقت
جمیع موجودات است چیزیکه رائحه از هستی دارد ذهنًا یا
خارجًا ازان خالی نیست و مراد بوجود ما به الموجودیة است
نه معنی تحقق و حصول که از مصدریه اند و آن وجود من حیث الکنه
هرگز کسی را منکشف نشود و ادراک آن محال است عقلاً
و وهمًا و حسًا و قیاس را نیز دران راه نیست زیرا که اینهمه
حادث اند و حادث ادراک نکند مگر کنه حادث را
تعالی ذاته وصفاته عن الحدوث علوًا
کبیرًا و کسی که معرفت او را باعتبار کنه و حقیقت اراده نمود
وقت خود را ضائع کرده کذا فی التحفة المرسلة الی
النبی صلعم و نیز باید دانست که وجود مطلق من حیث
هو هو واحد است من جمیع الجهات نه خاص است و
نه عام و نه کلی و نه جزئی و نه جوهر و نه عرض بلکه در مراتب
کونیه ملتبس میشود بدین لباس ها و ملزوم میشود بدان لوازم
والله اعلم مسئله پنجم محمد رسول الله که آنرا حقیقت

سوال کے لئے گویائی عطا کی خواہ یہ کہو کہ وہ مرتبہ اطلاق
مین وجود بحت و ہستی صرف ہے نہ اُسکی کوئی شکل ہے اور نہ حد
و انتہا با اینہمہ اُسنے مراتب تنزلات مین ظاہر ہو کر ہر شکل
و ہر حد مین تجلی فرمائی اور باوجود اس ظہور و تجلیات کے
جیسا تہا ویسا رہا اپنی حدِ ذات مین واحد ہے اگرچہ مظاہر
مین متعدد و متکثر ہوا وہی وجود کل موجودات کی حقیقت ہے
اور کوئی چیز خواہ وہ وجودِ ذہنی رکہتی ہو یا خارجی اُس سے
خالی نہین ہے اور وجود سے ما بہ الموجودیت مراد ہے
نہ تحقق و حصول بمعنی مصدری اور وہ وجود من حیث الکنہ
ہرگز کسی پر منکشف نہین ہوتا اُسکا ادراک عقلًا و وہمًا
و حسًا محال ہے قیاس کا بہی وہان دخل نہین کیونکہ یہ
سب حادث ہین اور حادث بجز کنہ حادث کے اور کچھ
ادراک نہین کر سکتا حق تعالی کی ذات و صفات
حدوث سے بہت برتر ہے جسنے باعتبار کنہ حقیقت اُسکی
معرفت کا ارادہ کیا اُسنے اپنا وقت ضائع کیا ایسا ہی
تحفۂ مرسلہ مین ہے یہ بہی جاننا چاہئے کہ وجودِ مطلق من حیث
الہو ہو ہر طرح سے ایک ہے نہ خاص ہے نہ عام نہ کلی ہے
نہ جزئی نہ جوہر نہ عرض بلکہ مراتب[۱] کونیہ مین ان لباسون
سے ملتبس اور ان لوازم سے ملزوم ہوتا ہے واللہ اعلم

پانچوان مسئلہ

محمد رسول اللہ جنکو حقیقۃ ...

---

[۱] مراتب کونیہ یعنی مراتب وجود جو ... ہین ۱۲ [illegible]

محمدی گویند چیست **الجواب** حقیقت محمدی تعین اول واجبیست که منشاء آن گشته وان شئت قلت که حقیقت محمدی صورت اسم الله است که جامع جمیع اسماء الٰهیه است و اسم الله الجامع رب صورت محمدیہ است و از ہمان اسم جامع فیض است بر جمیع اسماء الٰہیہ لہٰذا ہمان حقیقت بصورت خارجیہ مربی صور عالم و بباطن خود مربی باطن عالم است زیراکه مظہر اسم اعظم است و باعتبار ہمین جامعیت مجمع البحرین و مظہر الخافقین گشته و مستحق خلافت حقه الٰہیه فهو مخزن کنز الوجود ومفتاح خزائن الجود ولنعم ما افاد فی القصیدة التائیة الفارضیة قدس الله سر ناظمها

ﻉ وانی وان کنت ابن آدم صورة ✤ فلی فیه معنی شاهد بابوتی یعنی اگرچه من بحسب صورت حسی و بدن عنصری خود پسر آدمم که ابو البشر است اما مرا از برائے من در روئے از روئے معنی گواہی است بر پدر بودن من و مراد آن گواه انتشار حقیقت آدم است از حقیقت وی صلعم و انتشار صورت وجودی آدم از صورت وجودی وے علیهما الصلوة والسلام اللّٰهم صلّ[1] علیه و علی اٰله قدر حسنه وجماله و ہمین سبب افضلیت وے صلعم بر جمیع انبیاء و مرسلین زیراکه

محمدی کہتے ہین کیا ہے **جواب** حقیقت محمدی تعین اول واجبی ہے جسکا منشا حب ہے خواہ یہ کہو کہ حقیقت محمدی اسم اللہ کی صورت ہے جو کل اسماء الٰہیہ کا جامع ہے اور اسم اللہ جامع صورت محمدیہ کا رب ہے اور اسی اسم جامع سے کل اسماء الٰہیہ مستفیض ہین لہٰذا وہی حقیقت بصورت خارجیہ صور عالم کی مربی اور اپنے باطن سے باطن عالم کا مربی ہے اسلئے کہ اسم اعظم کا مظہر ہے اسی جامعیت کے سبب سے آپ مجمع البحرین و مظہر الخافقین و مستحق خلافت حقه الٰہیه ہوے لہٰذا آپ مخزن خزانہ وجود و مفتاح خزانہ جود ہین کیا خوب ناظم قصیدہ تائیہ فارضیہ نے فرمایا ہے

وانی الخ

یعنی اگرچہ مین بحسب صورت حسی و جسم عنصری پسر آدم ہون۔ مگر میرے لئے میری ابوت کا گواہ معنا ان مین یہ ہے کہ حقیقت آدم کا منشاء آپ ہی کی حقیقت اور آنکی صورت وجودی کا منشاء آپ ہی کی صورت ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْهِ الخ

اسی سے لئے آپ کل انبیاء و مرسلین سے افضل اور آپ کا

[1] خدایا آپ پر اور آنکی اولاد پر بقدر آنکے حسن و جمال کے درود بھیج ۱۲

مرتبه وے محیط بجمیع مراتب انبیا است نبوت
وولایت اذ منها یتفرع المراتب کما
یتفرع من روحه الکلی الارواح هذا
والله یقول الحق وهو یهدی السبیل

مسئله ششم جبرئیل از کجا است الجواب
ادراک نسبت آن تعین حبی است مابین متعین ومتعینین
وہمین موجب رسالت جبرئیلی ہست پیش پیغمبران۔

مسئله ہفتم شب معراج آنحضرت را بر عرش بردند
یا عرش را نزد آنحضرت آوردند **الجواب** بر عرش
بردند زیرا که معامله واجب با خلق چون معامله خلق است
با یکدیگر لہذا آنحضرت را بر عرش بردند گو به نسبت رفعت
منزلت آنحضرت آوردن عرش و بردن آنحضرت
بالاے عرش ہر دو برابر اند لیکن چون در خلق رفعت
ہمین را گویند که کسے را از پستی به بلندی برند نه اینکه
بالا را فرو ترش آرند بلکه درین فرو تر آوردن بالا بالائی
بالا ساقط و باینہمه سقوط بالا گفتن بحسب عقل اجتماع
النقیضین است و شب معراج بالا بردن آنحضرت خود
از وے صلعم در کتب صحاح حدیث مثل مسلم وبخاری
که اصح الکتب بعد کتاب الله الباری است مرقوم است

مسئله ہشتم آنحضرت را از خلق چرا برگزیدند
وحبیب ساختند و نور او را با آدم نہادند و دیگران را

مرتبه تمام انبیا علیهم السلام کے مراتب نبوت و ولایت پر
محیط ہی۔ کیونکہ آپ ہی سے مراتب نکلے جسطرح
آپکی روح کلی سے ارواح نکلین۔ اور الله سچ
کہتا ہی اور وہی راستہ کی ہدایت کرتا ہی۔

چھٹا مسئله جبرئیل کہان سے ہین جواب
جبرئیل تعین حبی (یعنی حقیقت محمدی) کی اُس نسبت کے
ادراک کا نام ہی جو مابین تعین اختیار کرنیوالے اور اختیار
کیئے ہوئے تعین کے ہی اور رسالت جبرئیلی کا انبیاء
علیهم السلام کے پاس یہی سبب ہے۔

ساتوان مسئله آنحضرت صلعم کو شب معراج مین
عرش پر لیگئے یا عرش کو آپکے پاس لائے **جواب** عرش پر
لیگئے کیونکہ معامله واجب با خلق ویسا ہی ہی جیسے معامله
خلق باہمدیگر لہذا آپکو عرش پر لیگئے گو به نسبت آپکی اعلی مقام
کے عرش کو لانا اور عرش پر آپکو لیجانا دونون برابر ہین
مگر چونکه خلق مین رفعت اِسیکو کہتے ہین که کسیکو پستی سے بلندی پر
لیجائین نه یه که بلند کو پست کردین بلکه پست کرنے مین بلندی
بلندی ساقط ہوتی ہی اور باوجود سقوط بلند کہنا عقلاً
اجتماع النقیضین ہی اور شب معراج مین آنحضرت صلعم کو
عرش پر لیجانا خود آپسے کتب صحاح حدیث مین مثل مسلم وبخاری کے
جنکی شان مین اصح الکتب بعد کتاب الباری ہی موجود و مرقوم ہی۔

آٹھوان مسئله آنحضرت صلعم کو خلق سے کیون برگزیدہ کیا اور حبیب بنایا اور آپکے نور کو آدم مین
رکھکر دوسرون کو

محروم ساختند الجواب از برای آنکہ آنحضرت بوجہ
بودن تعین اول واجبی ہم اولی ہمہ اند وہم آخر ہمہ پس
ہرگاہ کہ سبقت وجودی بران حضرت ثابت نبود
چہ جای برگزیدگی کہ صفتی است بعد وجود و نقش تا نمود حبیب
ساختن ہمان تعین حبی است کہ در حدیث قدسی آمدہ
کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف وجواب
این سوال از جواب سوال دویم نیز واضح و مبرہن
میشود کما لا یخفی علی المتفطن لیکن چون بحث
از ذکر مراتب و حقیقت محب سبحانی و محبوب یزدانی
است اینجا ہم بتقریری لطیف ادا کردہ شد س
اعد ذکر نعمان لنا ان ذکرہ ھو المسک
ما کررتہ یتضوع و باز ہم سیری نیست فنقول
حضرات انبیا مخلوق اند از اسمای ذاتیہ حق و اولیا
از اسمای صفاتیہ او جل و علا و سید رسل مخلوق است
از ذات حق و ظہور حق درو سے بالذات است و
موسی ز ہوش رفت بیک پرتو صفات تو عین
ذات می نگری در تبسمی - لہذا متفرد و فائق آمد از
ہر کہ غیر اوست در تمامہ صفات و جمیع کمالات و
ہم ازین جہت دین او ناسخ ادیان است . و
عروج او فوق عرش است زیرا کہ ذات فوق
جمیع اسما است و بوجہ ہمین فردیت قطب العارفین

محروم کردیا جواب اسلئے کہ آنحضرت صلعم بوجہ
تعین اول واجب ہونے کے سب کے اول بھی ہیں
اور سب کے آخر بھی تو جب کسیکی سبقت وجودی بھی
آپ پر ثابت نہیں تو برگزیدگی جو صفت بعد الوجود
ہے کیسے ہوسکتی ہے اور حبیب بنانیکا منشا بھی وہی
تعین حبی ہے جیسا کہ حدیث قدسی ہے کہ میں خزانہ پوشیدہ
تھا پھر چاہا اپنے پہچانے جانیکو چاہا - اس سوال کا
جواب بھی دوسرے سوال کے جواب سے ظاہر ہوتا ہے
جو سمجھدار پر مخفی نہیں لیکن چونکہ بحث محب سبحانی و محبوب
یزدانی کے ذکر مراتب سے ہے لہذا یہان بھی بتقریر لطیف
بیان کی گئی ہے اعد ذکر النعمان کا ذکر پھر دوبارہ
بیان کر اسلئے کہ وہ مشک ہے جسقدر گھسی جائیگی خوشبو
دیگی پھر بھی سیری نہیں لہذا کہتا ہوں حضرات انبیا
اسماء ذاتیہ حق سے اور اولیا اللہ اسماء صفاتیہ سے اور
آنحضرت صلعم ذات حق سے مخلوق ہیں آپ میں حق کا
ظہور بالذات ہے موسی ز ہوش رفت الخ اسی لیے
آپ تمامی صفات و جمیع کمالات میں اپنے غیر سے یکتا
و فائق ہیں اور اسی لئے آپکا دین سب دینوں کا ناسخ اور
آپکا عروج عرش سے اوپر ہوا - کیونکہ
ذات کل اسماء کے مافوق ہے - اسی فردیت
کی وجہ سے قطب العارفین

و قرة عيون المحققين شيخ اكبر محي الدين ابن العربي
در كتاب فصوص الحكم ميفرمايد فص حكمة
فردية في كلمة محمدية ثم قال انما
كانت حكمته فردية لانه اكمل موجود
في هذا النوع الانساني ولهذا بدء به
الامر وختم فكان نبيا وآدم بين الماء
والطين ثم كان بنشأته العنصرية
خاتم النبيين انتهى قال المحقق القيصري
في شرحه انما كان اكمل موجود في هذا
النوع لان الانبياء صلوات الله عليهم
اجمعين اكمل هذا النوع وكل واحد
منهم مظهر لاسم كلي وجميع الكليات
داخل تحت الاسم الجامع الالهي
الذي هو مظهره فهو اكمل افراد هذا
النوع ولكونه اكمل الافراد بدء به
امر الوجود بايجاد روحه اولا وختم
به الرسالة آخرا فهو الذي ظهر بالصورة
الآدمية في المبدئية وهو الذي يظهر
بالصورة الخاتمية في هذا النوع انتهى

بالجمله حقيقت محمدي چون نزول كرد بوجود كوني
پيدا شد بوساطت وے صلعم عقول ونفوس

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کتاب فصوص الحکم
مین فرماتے ہین کہ فص حکمت فردیہ کلمہ محمدیہ کے
بیان مین پھر فرماتے ہین کہ آپکی حکمت فردیہ تھی اسلئے
کہ آپ اس نوع انسانی کو اکمل موجود ہین اسی لئے
آپسے امر شروع ہوا اور آپ ہی پر ختم کیا گیا آپ
نبی جب تھے کہ آدم پانی اور مٹی مین تھے پھر آپ اپنے
نشأۃ عنصریہ سے خاتم النبیین ہوئے محقق قیصری
شرح فصوص مین لکھتے ہین کہ آپ اس نوع مین
اکمل موجود تھے اسلئے کہ انبیاء علیہم السلام اس نوع
کے اکمل ہین اور انمین سے ہر ایک اسم کلی کا مظہر تھا
اور کل کلیات اسم جامع کے ماتحت ہین جسکے آپ
مظہر ہین تو آپ اس نوع کے کامل فرد ہین اور نیز بسبب
آپکے اکمل الافراد ہونے کے امر وجود آپکے ایجاد روح
سے شروع ہوا - اور امر رسالت آخر
مین آپ پر ختم ہوا بلکہ آپ ہی بصورت
حضرت آدم ابتدا مین ظاہر ہوئے
اور آپ ہی بصورت خاتمیت اس نوع
مین ظاہر ہونگے انتہی -

بالجملہ حقیقت محمدی نے جب بوجود کونی تنزل
فرمایا تو آپکی وساطت سے عقول ونفوس

ولوح و قلم و عرش و کرسی و افلاک و کواکب
وارکان و معادن و نباتات و حیوانات و انسان
کہ نسخۂ جامعہ حقائق کونیہ است منتظم گشت بوکہ
کارخانہ وجود بترتیبی کہ در کلام عرفا و حکما واقع است
چنانچہ گفتہ اند کہ ترتیب وجودیت این موجودات
مثل ترتیب وجود اعداد است از واحد کہ اثنین
موجود نمیشود مگر بوجود واحد و ثلاثہ موجود نمیشود مگر
بوجود اثنین و اربعہ مگر بوجود ثلثہ و ہلم جرا پس موجود
نمیشود ہیچ عدد سے مگر بعد وجود ما قبل خود در
مرتبۂ خود و نہ موجود شدہ از واحد و یا اثنین و احد
عدد نیست زیرا کہ ہر عدد کہ ضرب کردہ شود در عدد
ازان عدد بیرون مے آید و اگر جمیع اعداد در واحد
ضرب کردہ شوند چیزے ازان بیرون نہ آید پس
عقل اول کہ عبارت است از حقیقت روح محمدی
اصل وجود تمام عالم است چہ عالم امر چہ عالم خلق
و واضح گشت کہ اوست اول وجود و آخر آن و اقرب
خلق بحق در بطون ذات و اعلیٰ و اکمل خلق در جہات
و ہمین مرجہ موعود و درجہ وسیلہ است و معنی وسیلہ
سبب است پس وے اول سبب وجود خلق
بود در ابتدا و سبب قرب ایشان خواہد بود در انتہا
پس حاصل گردید او را قرب معنوی و کامل گشت

ولوح و قلم و عرش و کرسی و افلاک و کواکب و ارکان
و معادن و نباتات و حیوانات اور انسان کہ نسخہ
جامعہ حقائق کونیہ ہی پیدا ہوئے اور کارخانہ وجود ایسے
جس ترتیب سے کہ کلام عرفا و حکما میں ہی منتظم ہوا چنانچہ
انہین کا قول ہی کہ ان موجودات کی ترتیب وجود ویسی
ویسی ہی جیسے واحد سے اعداد کی ترتیب وجود کہ
دو کا وجود بلا ایک کے اور تین کا بلا دو کے نہیں
ہو سکتا اسیطرح آخر تک تو کوئی عدد بلا وجود اپنے
ماقبل کے اپنے مرتبہ میں موجود نہیں ہوتا اور سب
اعداد ایک سے موجود ہوئے اور یا ایہمہ واحد عدد
نہین اسلئے کہ جو عدد دوسرے عدد مین ضرب دیا جاتا ہے
اُس سے جدید عدد حاصل ہوتا ہی اور اگر کل عدد
ایک مین ضرب دیے جائین تو اُس سے کوئی
عدد حاصل نہوگا۔ لہذا عقل اول یعنی حقیقت محمدی
تمام عالم کے وجود کی اصل ہے کیا عالم امر اور کیا
عالم خلق اور یہ واضح ہو گیا کہ آپ ہی اول وجود
و آخر وجود ہین اور بطون ذات مین بہ نسبت خلق کے
حق سے اقرب اور درجات مین اعلیٰ و اکمل اور یہی
سبب ہے آپکے درجہ وسیلہ کا وعدہ کیا گیا وسیلہ کے معنی
سبب کے ہین پس آپ جیسے ابتدا مین وجود خلق کا اول سبب تھے
ویسی انتہا مین انکے قرب کا آخر سبب ہونگے لہذا آپکو قرب معنوی حاصل

علو مکان و علو مکانت وگشت اکمل عالم وصفاً
و حالاً و اعظم ایشان صورتاً و معنی علیه من الصلوٰة
افضلها و من التحیات انمها و اکملها
ولنعم ما قیل سه تو با این جمال و خوبی بر طور اگر
خرامی ؛ ارنی بگوید آنکس که بگفت لن ترانی
و چه خوش فرموده است امام عبدالله یافعی در
مدح وے صلعم سه یا واحد الدهر یا عین الوجود و
ویا غیث الانام وهادی کل حیران ازین
تقریر واضح شد که قابلیت وے صلعم نسبت سائر
موجودات مثل قابلیت بحر است نسبت با نهار
و جداول و قطرات زیرا که وے صلعم مستفیض و مخلوق
اول و مفیض و موجد ثانی است و فیض اقدس ذاتی
بوے متوجه است بتوجه اول و از وے متوجه است
به بقیه مخلوقات بر قدر قوابل ایشان فهو الکل
والله کل الکل و نیز واضح گشت که وے صلعم نبی
الانبیا است علیه وعلیهم الصلوٰة والسلام و از ینجا
است اخذ میثاق از حضرات انبیا که ایمان آرند
بوے و نصرت دهند وی را کما فی قوله تعالیٰ
واذ اخذ الله میثاق النبیین لما
اتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاءکم
رسول مصدق لما معکم لتؤمنن به

اور علو مکان و علو مکانت مین آپ کامل اور تمام
عالم سے وصفاً و حالاً و صورتاً و معناً اکمل و اعظم ہین
تو با این جمال و خوبی الخ کیا خوب حضرت امام
عبداللہ یافعی نے آپکی مدح مین فرمایا ہے سه
کہ اے یکتاے زمانہ اور اے ذات وجود اور اے
خلق کے فریاد رس اور اے حیرانون کے رہنما۔
اس تقریر سے یہ واضح ہوگیا کہ آپکی قابلیت بمقابلہ
تمامی موجودات ویسی ہے جیسے دریا نہرون
اور لہرون اور قطرون کے مقابلہ مین اس لئے
کہ آپ مستفیض و مخلوق اول و مفیض و موجد ثانی ہین
اور فیض اقدس ذاتی بتوجہ اول آپکی جانب متوجہ
ہے اور آپکے ذریعہ سے حسب قابلیت بقیہ مخلوقات پر
لہذا آپ کل ہین اور حق کل الکل اور یہ بھی واضح
ہوگیا کہ آپ نبی الانبیا ہین اسی لئے حضرات انبیا
علیہم السلام سے یہ عہد لیا گیا کہ آپ پر ایمان لائین
اور آپکو مدد دین جیسا کہ اس آیة سے ظاہر ہے۔
کہ اور جب اللہ نے نبیون سے عہد لیا
کہ جب تمکو کتاب وحکمت دیجائے پھر تمکو
رسول آئے جو تصدیق کرنے والا ہو
تمہارے پاس کی چیزون کا تو تم اسپر
ایمان لاؤ۔

ولتنصرنه پس نبوت جمیع انبیا علیهم السلام
مشروط بایمان ونصرت سید الانبیا است صلوٰۃ اللہ
وسلامہ علیہ وازینست کہ امت او خیر الامم است
وشهدا علیهم یوم القیامة قال الشارح المحقق
القیصری فی شرح فصوص الحکم فی الفص
الشیثی واعلم ان الانبیاء مظاهر امهات
اسماء الحق وهی داخلة فی الاسم الاعظم
الجامع ومظهر الحقیقة المحمدیة ولذلک
صارت امته خیر الامم وشهداء علیهم
یوم القیامة انتهٰی وباید دانست کہ مقام
حبی اعلے مقامات کمالیہ است لهذا آن سرور را
حبیب گفتند زیراکہ وے تعین اول حبی است کہ منشا
آن حب گشتہ وظهور جمیع حقائق بواسطہ حب است
پس اگر روح پاک محمدی نبودے واسطہ حبیب درمیان
نبودے کسے خدا را نشناختے کنت کنزاً مخفیاً
ولولاک لما خلقت الافلاک گواہ این مدعا است

اور آپکی مدد کرو تو کل انبیا علیهم السلام کی نبوت
آپ پر ایمان لانے اور آپ کو مدد دینے سے
مشروط ہے اسی لئے آپکی امت خیر الامم
اور امم سابقہ پر روز قیامت گواہ ہوگی۔
محقق قیصری نے شرح فصوص الحکم فص شیثی مین
لکھا ہی کہ انبیا مظاہر امہات اسماء حق ہین اور
وہ امہات اسم اعظم جامع ومظہر حقیقت محمدیہ
مین داخل ہین اسی لئے آپکی امت خیر الامم اور
انپر روز قیامت گواہ ہوگی۔ انتہٰی
چونکہ مقام حبی اعلے ترین مقامات کمالیہ ہے
اس لئے آپ کو حبیب کیا کیونکہ آپ
تعین اول حبی ہین جو اس حب کا منشا ہی
اور تمام حقائق کا ظہور بواسطہ حب ہی اگر روح
اقدس محمدی صلعم نہوتی اور حبیب کا واسطہ
درمیان نہوتا تو کوئی خدا کو نہ پہچانتا کنت کنزاً[1]
اور لولاک لما اس مدعا پر گواہ ہین ؎

خیر الورےٰ امام رسل مظہر دو کون	او از خدا و ہرچہ جز او ستے از و
او جان جملہ عالم وحق جان جان شما	حق را بغیر واسطہ او مجو

[1] مین خزانہ پوشیدہ تہا۔ اگر تو نہوتا تو مین آسمانون کو نہ پیدا کرتا ۱۲ - [2] یعنی آپ بہترین خلائق اور سب رسولون کے سردار اور دونون جہان کے مظہر ہین۔ آپ خدا سے ہین اور آپکے ماسوا جو کچھ ہے وہ سب آپکی ذات سے ہے آپ تمام عالم کی جان ہین اور حق جان جان ہے حق کو بغیر آپکے واسطہ کے نہ تلاش کرنا چاہیے۔ خدا نے ازل مین آئینہ وجود کے مقابل آپکی حقیقت کا آئینہ پیش کیا ہی پس یہان ایک لطیفہ ہے وہ یہ کہ جب دو آئینے ایک دوسرے کے مقابل رکہے جاتے ہین تو ایک کا عکس دوسرے مین پڑتا ہی وہ اٹہا لیتا ہی بعدہ ان مین سے ہر جب آئینہ مین پڑتا ہی تو سید عالم ہو جاتا ہی اسطرح وجود کی نقش پر شیا ہی آ اور اس نکتہ کو سمجہنا چاہیئے ۱۲ مترجم

حق در ازل برابر آئینهٔ وجود
آئینه را مقابل آئینه چون نهند
از اول آنچه در دوم افتد بود بعکس
نقش وجود راست مانشنید باین طریق

آئینه حقیقتش آورد روبرو
اینجا لطیفه ایست اگر بشنوی بگو
گردد درست باز ازین چون فتد درو
بشناس این دقیقه مزن دم بگفتگو

بالجمله باید دانست کہ

مقصودِ[1] ذاتِ تست اوست دگر همه طفیل
هر رتبه که بود در امکان بروست ختم

منظور نور اوست دگر جملگی ظلام
هر نعمتے که داشت خدا شد بروتمام

قَالَ عَلَیهِ الصَّلوٰةُ وَالسَّلَام
لَا یَکُونُ مُؤمِناً حَتّٰی اَکُونَ اَحَبَّ اِلَیهِ
مِن نَفسِهٖ وَمَالِهٖ وَوَلَدِهٖ یعنی مومن نیست
تا وقتیکه مرا از نفس و مال و اولادِ خود دوست تر
ندارد یا رب خدا یا این چه طلب محبت است زیرا که درین
عالم چیزے محبوب تر از جان و مال و اولاد نیست
حبیب تو مزید تر از ان مے طلبد آخر برائے تو چه
گذاشت بر قلب این شیفته مستهام هنگام تحریر این
اوراق بظاهر از عالم دیوانگی این لطیفه بخشند مگر
در حقیقت از عالم دیوانگی نیست زیرا که مقام دی صلعم

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خود ارشاد
ہے کہ کوئی شخص اُسوقت تک مومن نہین ہوتا
جبتک اپنی جان و مال و اولاد سے زیادہ
مجکو دوست نہ رکھے۔
یا الٰہی یہ کیسی طلب محبت ہوا سلئے کہ اس عالم مین کوئی
چیز جان و مال و اولاد سے زیادہ محبوب نہین
اور تیرا حبیب اس سے زیادہ طلب فرماتا ہے
آخر پھر تیرے لئے کیا چھوڑا۔ مجھ عاشق حیران کے
قلب پر ان اوراق کے لکھتے وقت بظاہر عالم دیوانگی سے یہ لطیفہ
القا کیا مگر درحقیقت یہ دیوانگی نہین ہے اسلئے کہ آنحضرت صلعم کا

[1] یعنی آپ کی ذات اصلی مقصود ہے اور باقی جو کچھ ہے وہ آپکے طفیل مین ہی۔ آپکا نور منظور حقیقی ہے اسکے سوا اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ مراتب مین جو مرتبہ ممکن ہو سکتا ہے وہ آپ کو حاصل ہے اور جو نعمت خدا کے بیان تھی وہ آپکو ملی ۱۲

اقتضائے ہمین محبت دارد ومحبت او بدرجۂ کمال
قولاً وفعلاً وصورتاً ومعناً محبوب حق گرداند لانہ محبوبہٗ
وحبہ عین حبہ وفیہ قال عز من قائل
قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ
اینست سبب برگزیدگی او از ہمہ برگزیدگان وسرّ تسمیۂ
او بحبیب اگرچہ حبِ ایمانی وجذبِ روحانی مقتضی
آن نیست کہ ختم کلام کنم وبجز مضمون حب سیدانام مضمونی
دیگر آشنائے زبان نمایم سہ ومن مذہبی
حب الرسول وآلہ وللناس فیما یعشقون
مذاہب لیکن من کجا وبیان آن حقیقت کجا سہ
آن عقل کجا کہ درکمال تو رسد ؛ وان روح کجا کہ در جلال
تو رسد ؛ گیرم کہ تو پردہ برگرفتی زجمال ؛ آن دیدہ کجا کہ
درجمال تو رسد۔ ناگزیر ختم کلام بوصلے میکنم کہ موصل
الے المقصود باشد۔

وصل حقیقتِ محمدیہ را در ہر دو عالم ظہوریست لایق
بحال آن عالم ونیست ظہور وے در عالم اجسام مثل
ظہور وے در عالم ارواح زیراکہ در عالم اجسام تنگی است
ومثل عالم ارواح گنجائش ندارد ہمچنین نیست ظہور وے
در عالم معنی مثل ظہور وے در عالم ارواح زیراکہ عالم معنی

اسی محبت کا مقتضی ہے کیونکہ آپکی محبت کامل قولاً و
فعلاً وصورتاً ومعناً محبوب حق کردیتی ہے اس لئے
کہ آپ اسکے محبوب ہین اور اسکے محبوب کی حب
عین اسکی حب ہے۔ اسی بارہ مین ارشاد ہے کہ کہدو
(اے محمدؐ) کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری
متابعت کرو خدا تمکو دوست رکھیگا۔ تمام برگزیدہ
لوگون سے آپکی برگزیدگی کا سبب اور حبیب کی وجہ تسمیہ
یہی ہے اگرچہ حبِ ایمانی وجذبِ روحانی اس کا مقتضی نہین
کہ مین گفتگو ختم کرون یا بجز آپکی حب کے کوئی دوسرا مضمون
زبان پر لاؤن سہ ومن مذہبی الخ اور میرا مذہب رسول
اور آنکی اولاد کی حب ہے اور آدمیونکے لئے جس چیز مین وہ
عشق رکھتے ہین مذہب ہے لیکن کہان مین اور کہان اسکی
حقیقت کا بیان سہ آن عقل کجا کہ درکمال تو رسد الخ ناچار
ایک وصل پر جو موصل الے المقصود ہے کلام ختم کرتا ہون۔

وصل حقیقت محمدیہ کا ہر عالم مین اسکے لایق حال
ایک ظہور ہے جیسا آپکا ظہور عالم ارواح مین ہے ویسا
ظہور عالم اجسام مین نہین ہوسکتا کہ عالم ارواح کیطرح عالم
اجسام وسیع نہین بلکہ تنگ ہے اسیطرح جیسا ظہور عالم
معنی مین ہے ویسا ظہور عالم ارواح مین نہین ہوسکتا کہ عالم معنی

سلہ یعنی نہ آپ کے کمال تک کوئی عقل پہونچ سکتی ہے نہ آپ کے جلال تک کوئی روح۔ فرض کیا جائے
کہ آپ اپنے جمال سے خود پردہ اٹھادین تو ایسی آنکھین کہان جو نظارۂ جلال کی تاب لاسکین ۱۲۔ مترجم

از عالم ارواح الطف و اوسع است همچنین نسبت
ظهور وے در ارض مثل ظهور او در آسمان و نیست ظهور
او در آسمانها مثل ظهور او ازین عرش و نیست ظهور او
ازین عرش مثل ظهور او از فوق عرش و عند الله که نه آنجا
این است و نه کیف پس در هر مقام ظهور وے اعلیٰ
و اکمل و اتم و الطف است از مقام اول و هر ظهور را
جلالے و هیبتے است بقدر محل وے تا آنکه منتهی شود
بتجلی که استطاعت ندارد کسیکه به بیند او را دوے
هیچ از انبیاء و اولیاء والیه اشار صلی الله علیه
وآله وقدر حسنه وکماله لی مع الله وقت
لا یسعنی فیه غیر ربی وفی روایة لی مع الله
وقت لا یسعنی فیه ملك مقرب ولا نبی
مرسل فقط صرحه المحققون هذا والله الهادی
الی سبیل الرشاد ومنه المبداء والیه المعاد
وصلی الله علی اول خلقه واعظم خلفائه
الذی هو مظهر لطفه ونور عرشه وجعلنا
من احبائه الذین لا خوف علیهم ولا هم
یحزنون وهو علی ما یشاء قدیر وبالاجابة
جدیر باقیماند جواب این فقره که نور او را با آدم نهادند
الخ گوییم اگر شاید مراد سائل از لفظ آدم ذات خاص

عالم ارواح سے بہت لطیف و وسیع ہے اسیطرح
جیسا ظہور آپکا آسمان پر ہے ویسا ظہور زمین پر نہین اور
جیسا ظہور ہمین عرش پر ہے ویسا ظہور آسمانون پر نہین
اور جیسا ظہور فوق عرش و عند اللہ ہے جہان نہ این [ف۱]
ہے نہ کیف ویسا ظہور ہمین عرش پر نہین ہر مقام پر آپکا
ظہور مقام اول سے اعلےٰ و اکمل و الطف ہے اور ظہور کیلیے
لیے موافق اسکے محل کے ایک جلال و ہیبت ہے
یہانتک کہ انتہا اس تجلی پر ہے جسکے دیکھنے کی استطاعت
کسی نبی و ولی مین نہین اسیکی طرف آنحضرت صلعم نے
اشارہ فرمایا کہ میرے لیے اللہ کے ساتھ ایک وقت ہے
جسمین ملک مقرب و نبی مرسل کی گنجایش نہین اور
ایک روایت مین ہے کہ میرے لیے اللہ کے ساتھ
ایک وقت ہے جسمین بجز میرے پروردگار کے کسی کی
گنجایش نہین اسکی تصریح جو محققین نے کی وہ بیان
ہوی اور اللہ بیشک راستے کیطرف ہدایت کرتا ہے اور اسی
سے ابتدا اور اسیکی طرف عود ہے اور اللہ تعالیٰ کا درود اسکی اول مخلوق
بزرگ خلیفہ پر جو اسکا مظہر لطف و نور عرش ہے اور ہمکو اپنے ان
دوستون مین کرے جنکو نہ کوئی خوف ہے اور نہ غمگین ہوتے ہین اور وہ جو چاہے
اس پر قادر ہے اور اجابت کا سزاوار ہے اب اس فقرہ کا جواب باقی رہا
کہ آپکا نور آدم مین کیون رکھا مین کہتا ہون کہ اگر لفظ آدم سے سائل کی مراد
ذات خاص ہے

ف۱ این، مکان سے سوال کے معنی مین آتا ہے ۱۲

حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام است فصریح
البطلان واگر مراد نوع آدم است پس جوابش
اینکہ آدم مظہر اتم است کہ سوائے وجوب ذاتی
مظہر جملہ اسماء وصفات گردیدہ اگرچہ بالفعل ظہور
آن صفات در بعضے بسبب عوائق یافتہ نشود
لیکن قابلیتِ ظہور جمیع اسماء وصفات دارد و
مشاہدۂ مجمل در مفصل وملاحظۂ مفصل در مجمل انفراداً
واجتماعاً خاصہ اوست دیگر موجودات ازین قسم
ادراک محروم اند وقابلیت آن ندارند وعالمِ مفصل را
انسانِ کبیر گویند واول ظہور اوست بصورتِ عقلِ
اول کہ اول ما خلق اللہ نوری اشارت
بآنست وعالمِ مجمل را انسانِ صغیر گویند ولا یخفی
ما بینہما من المناسبۃ پس کیست کہ تحمل نور
آن مخزن کنزِ وجود ومفتاح خزانۂ جود بکند لسان الغیب
حافظ شیراز گوید ۔ آسمان بارِ امانت نتوانست
کشید ؛ قرعہ فال بنامِ منِ دیوانہ زدند ۔ والیہ
الاشارۃ فی قولہ تعالی انا عرضنا الامانۃ
علی السموات والارض والجبال فابین
ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا الانسان
انہ کان ظلوما جہولا عارفِ کامل ومحقق
عامل شاہ ولی اللہ محدث دہلوی در ہمعات میفرماید

حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام ہی تو صریحی
باطل ہی اور اگر نوع آدم مراد ہو تو اسکا جواب یہ ہے
کہ آدم مظہر اتم ہی جو بجز وجوب ذاتی کے کل اسماء و
صفات کا مظہر ہی اگرچہ بالفعل بوجہ بعض عوائق
بعض میں اُن صفات کا ظہور نہ پایا جائے لیکن
کل اسماء کے ظہور کی قابلیت رکھتا ہی مجمل کو مفصل میں
و مفصل کو مجمل میں علیحدہ و یکجا دیکھنا اسکا خاصہ ہے
باقی موجودات ایسی ادراک سے محروم ہین اور اسکی
قابلیت نہین رکھتی ۔ عالمِ مفصل کو انسان کبیر کہتی ہین
اور اُسکا ظہور سب سے اول بصورت عقل اول ہی کہ
اول جس چیز کو اللہ نے پیدا کیا وہ میرا نور ہی اُسکی
طرف اشارہ ہی ۔ اور عالمِ مجمل کو انسان صغیر کہتی ہین
ان دونون مین جو مناسبت ہی وہ پوشیدہ نہین
پس کون ایسا ہی جو اُس مخزن کنز وجود و مفتاح خزانہ جود
کے نور کا تحمل کرے لسان الغیب حافظ شیراز کہتی ہین ع
آسمان بارِ امانت نتوانست کشید الخ اسیطرف آیت
مین اشارہ ہی کہ ہمنے امانت آسمانون اور زمینون
اور پہاڑون پر عرض کی سب نے اُسکے اٹھانے سے
انکار کیا اور عاجز ہوے اور اُسکو انسان نے
اُٹھایا بیشک وہ ظالم اور جاہل تہا ۔ عارفِ کامل
و محققِ عامل حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ہمعات میں فرماتی ہین

وازینجا است که او را بکن ومکن مکلف ساخته
ومهمل نگذاشتند بخلافِ بهایم وملائکه در ایشان
تعارضِ قوی نبود قال الله تعالی وحملها
الانسان انه کان ظلوما جهولا ظلوم آنست
که متصف بعدل نباشد وقابلیتِ آن دارد و
جهول آنست که بالفعل علم ندارد وقابلِ آن باشد انتهی
والمقصود ههنا من النقل هو هذا
التفسیر فتدبر۔
مسئلہ نہم اگر مسئلہ وحدتِ وجود حق است
پس عذاب وثواب چیست **جواب** حضرتِ
وجود در اسماء متقابلہ اند بعضے لطفی و بعضے قہری
وتعطل ہیچ از اسماء حق جائز نیست والیہ
الاشارۃ فی قول امیر المؤمنین وامام
الموحدین شمس المشارق والمغارب
سیدنا ومولانا علی ابن ابی طالب
کرم اللہ وجہہ سبحان من اتسعت
رحمتہ لاولیائہ فی شدۃ نقمتہ
واشتدت نقمتہ لاعدائہ فی سعۃ
رحمتہ زیرا کہ رحمتِ الٰہیہ متفاوت است
بحسب تفاوت اقتضائے اعیان مثلاً عین
سمندر اقتضائے آتش دارد وعین ماہی اقتضائے آب

کہ یہیں سے انسان کو کن ومکن کی تکلیف دی اور
مہمل وبیکار نہ کیا بخلاف بہائم وملائکہ کے کہ اُن میں
تعارضِ قوی نہ تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اور اسکو
انسان نے اُٹھایا بیشک وہ ظالم وجاہل تھا ظلوم
وہ ہے جو متصف بعدل نہو لیکن اسکی قابلیت رکھتا ہو
اور جہول وہ ہے جو بالفعل علم نہ رکھتا ہو لیکن اسکی
قابلیت رکھتا ہو انتہےٰ میرا مقصود یہاں پر اسکی
نقل سے اس آیت کی تفسیر کرنا ہے پس غور کرو۔
نواں مسئلہ اگر مسئلہ وحدتِ وجود حق ہے
تو عذاب وثواب کیسا۔ **جواب** حضرتِ وجود
کے اسماء متقابلہ ہیں بعضے لطفی بعضے قہری اور کسی
اسم کا تعطل جائز نہیں اسیطرف امیر المؤمنین امام
الموحدین شمس المشارق والمغارب سیدنا ومولانا
علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے ارشاد میں اشارہ
ہے کہ پاک وہ ذات ہے جسکی رحمت نے اپنے
اولیا کو اپنے شدتِ قہر میں سمالیا اور
اُسکا قہر اپنے دشمنوں کے لئے وسعت رحمت
میں سخت ہوگیا۔ اسلئے کہ جیسے ہر چیز کے اعیان
ثابتہ کے تقاضے مختلف ہیں ویسی ہی رحمتِ الٰہی بھی
اُنہیں تقاضوں کی مناسبت سے مختلف ہے مثلاً سمندر
کا عین ثابت آگ کا مقتضی ہے اور مچھلی کا عین ثابت

آب وعین حیوانات ہوائی اقتضائے ہوا پس
کسیکہ مظہر اسم جمالی است ہمیشہ در جنت است وکسیکہ
مظہرِ اسمِ جلالیست ہمیشہ در دوزخ است وکسیکہ
مظہرِ اسمِ جمالیست و باقتضائے استعداد مرتکب
افعالِ اہلِ جحیم نیز گشتہ چندے در آتشِ دوزخ
ماندہ عود بطہارتِ اصلیہ خود خواہد نمود۔ ہادی
نیز اسمیست از اسمائے وے تعالے ومآل آن
برحمت است ومظہرش مرحوم وسعید چنانچہ حضرات
انبیا واولیا ومومنان مظہرِ آن اسم اند علیٰ قدر
مراتبہم وسید رسل وہادی سبل صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم مظہرِ اتم آنست۔ ومضل نیز اسمیست از اسمائے
حق کہ مآل آن بقہر است ومظہرش مقہور وشقی۔
چنانچہ مشرکان وکفار مظہرِ آن اسم اند وشیطانِ رجیم
مظہرِ اتم آنست والیہ الاشارۃ فی قولہ تعالےٰ
فمنہم شقی وسعید الآیہ۔ بالجملہ این
ثواب وعذاب وراحت والم راجع بمقیدات
است نہ بآن حقیقت کہ ازین ہمہ منزہ است و
ظہور راحات وآلام نیز باعتبار این تقید است
نہ باعتبارِ اطلاق قال الشیخ قدس سرہ
فی الفتوحات المکیۃ فہو عین کل
شیٔ فی الظہور وما ہو عین الاشیاء

پانی کا مقتضی اور حیوانات ہوائی کا عین ثابت
ہوا کا مقتضی۔ لہٰذا جو شخص مظہر اسم جمالی ہے وہ ہمیشہ
جنت مین اور جو مظہر اسم جلالی ہے وہ ہمیشہ دوزخ مین ہے
اور جو شخص مظہر اسم جمالی ہے مگر باقتضاے استعداد افعال
بد کا بھی مرتکب ہوا وہ کچھ دنون دوزخ مین رہکر
اپنے طہارتِ اصلی کو عود کریگا۔ اسماے حق مین سے
ہادی بھی ایک اسم ہے جسکا انجام رحمت پر ہے اور اسکا
مظہر مرحوم وسعید چنانچہ حضرات انبیا واولیا ومومنین
درجہ بدرجہ اُس اسم کے مظہر ہین اور آنحضرت صلعم
اُسکے مظہرِ اتم ہین۔ اسیطرح اسمائے حق مین سے
مضل بھی ایک اسم ہے جسکا انجام قہر ہے اور
اُسکے مظہر مقہور وشقی چنانچہ مشرکین وکفار اُسکے
مظہر ہین اور شیطانِ رجیم اُسکا مظہرِ اتم۔ اسیطرف
اِس آیت مین اشارہ ہے کہ اُنہین سے بعض نیکبخت
ہین اور بعض بدبخت بالجملہ یہ عذاب وثواب
وراحت ورنج مقیدات کی طرف راجع ہین نہ
حقیقت کی طرف کہ وہ اِن سب سے منزہ ہے اور ظہور
راحت ورنج بھی باعتبار تقید ہے نہ باعتبار
اطلاق۔ شیخ اکبر قدس سرہ فتوحاتِ مکیہ مین
فرماتے ہین کہ وہ ظہور مین ہر چیز کا عین ہے
اور وہ اشیا کا عین آنکی

فی ذ واتھا بل ھو ھو والاشیاء اشیاء
انیست وجدان محققان و اعتقاد صوفیان و در حقیقت
آنرا باعتقاد علماء ظاہر رحمۃ اللہ علیہم مخالفتے نیست
در ربط حادث با قدیم مگر آنکہ علماء ظاہر ربط اتحاد
حق بعالم میدہند بہ تباین این حقیقتین و حضرات
صوفیہ بے تباین و اتحاد و بے انقسام و تجزی و
تبعیض و احکام واجب بر واجب و احکام عالم
بر عالم مرتب میدارند بحیثیتے کہ احکام یکے بر دیگرے
مرتب نگردد عارف و محقق سامی مولانا نورالدین
عبدالرحمن جامی نقشبندی کہ از محققین ارباب
وجود است میفرماید وجود بر جمیع موجودات ذہنی
وخارجی محمول میشود اما اورا مراتب متفاوت است
بعضہا فوق بعض در ہر مرتبہ اورا اسامی
وصفات ونسب و اعتبارات مخصوصہ است
کہ در سائر مراتب نیست چون مرتبہ الوہیت و ربوبیت
و مرتبہ عبودیت و خلقیت پس اطلاق اسامی
مراتب الوہیت مثلا اللہ و رحمن و غیرہا
بر مراتب کونیہ عین کفر و محض زندقہ باشد ہمچنین
اطلاق اسامی مخصوصہ بمراتب کونیہ بر مرتبہ الٰہیہ فایت
ضلال و نہایت خذلان باشد ۔ اے بردہ گمان کہ

ذاتوں مین نہین ہی بلکہ وہ وہی ہی اور یہ اشیا اشیا ہین
یہ محققین صوفیہ کا اعتقاد و وجدان ہی اور در حقیقت انکا
اور علماء ظاہر مین بابت عقیدہ ربط حادث با قدیم
کوئی ایسی مخالفت نہین صرف یہ کہ علماء ظاہر دونون
حقیقتون کو ایک دوسری سے فرق کر کے حق کو عالم سے
ربط دیتے ہین اور حضرات صوفیہ بغیر فرق کرنے اور ملانے
اور بغیر تقسیم کرنے اور ٹکڑے کرنے کے واجب کے احکام واجب
اور عالم کے احکام عالم پر اسطرح مرتب رکھتے ہین کہ ایک کے
احکام دوسرے پر مرتب نہین ہوتے ۔ عارف و محقق سامی
مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی نقشبندی جو محققین ارباب
وجود مین سے ہین فرماتے ہین کہ وجود کل موجودات
ذہنی و خارجی پر محمول ہوتا ہی مگر اسکے مراتب مین فرق ہی
بعض مراتب بعض سے بڑہے ہوے ہین ہر مرتبہ مین اسکے
اسما و صفات و نسب و اعتبارات مخصوصہ ہین جو
دوسرے مراتب مین نہین جیسے مرتبہ الوہیت و ربوبیت
و مرتبہ عبودیت و خلقیت پس جو اسما مراتب الوہیت
کے لئے خاص ہین مثلاً اللہ و رحمن وغیرہ انکا اطلاق مراتب
کونیہ پر عین کفر و زندقہ ہی ایسے ہی جو اسما مراتب کونیہ کے
لئے مخصوص ہین انکا اطلاق مراتب الوہیت پر نہایت
گمراہی و بدبختی ہے ۔ اے بردہ گمان کہ

۱؎ یعنی اگر صاحب تحقیق ہو اور سچائی و یقین کی صفات سے متصف ہونا چاہتے ہو تو واضح رہے کہ وجود کی ہر مرتبہ کے لئے ایک علیحدہ حکم ہے جو حفظ مراتب نہ کرے وہ زندیق ہے ۱۲ مترجم ۔

فارسی	اردو
صاحب تحقیقی ٭ و اندر صفت صدق و یقین صدیقی ٭	صاحب تحقیقی الخ انتہٰے
ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد ٭ گر حفظ مراتب نکنی زندیقی ٭	
انتہٰے ھٰذا واللہ ولی التوفیق و بیدہٖ	اور اللہ مدد دینے کا مالک ہے اور اسی کے قبضۂ
ازمۃ التحقیق یھدی من یشاء و یضل	قدرت مین عنان تحقیق ہے جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے
من یشاء ۔	اور جسکو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے۔
مسئلہ دہم اگر صاحب ارشاد جواب قائل	**دسوان مسئلہ** اگر جواب دینے والے صاحب
مسئلہ وحدتِ وجود است فرق ناقص و کامل بیان	وحدتِ وجود کے قائل ہین تو ناقص و کامل کا فرق
فرماید پس فرق مابین انبیا و اولیا نتوان نہاد۔	بیان فرماوین پس فرق انبیا و اولیا مین کرنا چاہئے
جواب مناسبت و فصاحت و سلاست الفاظ	**جواب** اس سوال بلکہ سوالات گذشتہ تک بھی الفاظ
این سوال بلکہ جملہ سوالہاے ماسبق و بلاغت معانی	کی مناسبت و فصاحت و سلاست اور انکی معانی کی بلاغت
آنہا عموماً و تفریع این سوال خصوصاً مخفی نیست ع	عموماً اور اس سوال مین جو بات پیدا کی گئی ہے وہ خصوصاً
در بساطِ نکتہ دانان خود فروشی شرط نیست ٭ یا سخن	پوشیدہ نہین ہے ع در بساطِ نکتہ دانان الخ[1]
دانستہ گو اے مرد عاقل یا خموش ۔ مگر مرا در بندِ آن	مگر مجکو اسکا خیال نہ کرنا اور بات کا جواب دینا چاہئے
نباید افتادن و سخنی باید گفتن در جواب لیکن تذکرۂ اولی	تاکہ عقلا کے لئے یادگار ہو۔
الالباب باید دانست کہ کامل درین مسئلہ آنست کہ بوجدان	جاننا چاہیے کہ کامل وہ ہے جو ذوق و وجدان سے
و ذوقِ حقیقی حق را یگانہ بیند و ہم بیگانہ یعنی صاحب جمع باشد	حق کی یکتائی مشاہدہ کرے اور دوئی کا بھی لحاظ رکھے یعنی
بحیثیتے کہ وجہ اطلاق حاجب ساتر وجہ تقیید نشود و وجہ تقیید	صاحب جمع ہو اس طرح پر کہ وجہ اطلاق وجہ تقیید کیلئے حجاب نہو اور[2]
مانع وجہ اطلاق نگردد تنزیہ دراین تشبیہ و تشبیہ در عین تنزیہ دیدہ	نہ وجہ تقیید وجہ اطلاق کیلئے نقاب تنزیہ عین تشبیہ میں[3] اور تشبیہ[4] عین تنزیہ

[1] یعنی سمجھدار کو بے تکی بات کہکر اپنی سستی کرنا نہین زیبا یا تو آدمی بات سمجھکر کہے یا چپ رہے ۱۲ مترجم۔ [2] وجہ اطلاق و وجہ تقیید یہ دونون وجہین باعتبار ذات ہین ایک تو باعتبار سقوط کل اعتبارات ذات کے اور دوسری باعتبار ان اعتبارات کے اثبات کے کیونکہ ذاتِ حق وجود بحت سے مراد ہے اور وہ ایک حیثیت سے مطلق ہے اور دوسری حیثیت سے مقید ۱۲ مترجم
[3] تنزیہ ذاتِ حق کو عیوب و نقصان امکانیہ سے پاک جاننا اور باوجود ان اعتبارات و ظہورات کے اسکو ہر حال مین مجرد و منزہ ماننا ۱۲ مترجم
[4] تشبیہ ظہور ذات حق مع اسما و صفات مظاہر کونیہ مین باعتبار تمثیل و تجلی حسب تقاضائے حب ذاتی و مقتضیات اعیان ۱۲ مترجم

عارفان ومحققان کامل است قال المحقق الساجی
فی کتابه الفصوص فی الفص النوحی ؎
فان قلت بالتنزیه کنت مقیداً ٭ وان
قلت بالتشبیه کنت محدوداً ٭ وان
قلت بالامرین کنت مسدداً ٭ وکنت
اماماً فی المعارف وسیداً ٭ فمن قال
بالاشفاع کان مشرکاً ٭ ومن قال بالافراد
کان موحداً ٭ فایاک والتشبیه ان کنت
ثانیاً ٭ وایاک والتنزیه ان کنت مفرداً
فما انت هو بل انت هو وتراه ٭ فی عین الامور
مسرحاً ومقیداً۔ وکسیکه باستیلاے وحدت
مرتبه خلق را محو سازد مغلوب الحال است ومغلوب
معذور وغلبه حال بر علم صاحب حال نوعے از نقصان
است وکسیکه رویت خلق اورا از مشاهدهٔ حق ساتر شود
محجوب است وکسیکه بمجرد علم وحدت یا بتوهم حظوظ
آن علم مرتبهٔ خلق را بر دارد چنانچه اکثر درین وقت بوجه
قرب قیامت یافته میشود الا ما شاء الله ملحد وزندیق
است نعوذ بالله منه۔ باید دانست که حصول مرتبه
کمال عرفان منوط بکمال اتباع سرور کائنات است

عارفین ومحققین کامل کی دید ہی حضرت شیخ اکبر اپنی
کتاب فصوص کے فص نوحی مین فرماتے ہین ؎
کہ پس اگر تو تنزیہ صرف کا قائل ہوگا تو حق کو مقید
کریگا اور اگر تشبیہ محض کا قائل ہوگا تو حق کو محدود
کریگا اور اگر اِن دونون باتون یعنی تنزیہ و تشبیہ کا
قائل ہوگا تو راہِ راست پر چلیگا۔ اور معارف مین
پیشوا و سردار ہوگا۔ پس قائلِ اشفاع یعنی دوئی
مشرک ہوا۔ اور قائلِ افراد یعنی یکتائی موحد۔ لہذا
تشبیہ محض سے بچ کر دوئی کا قائل ہے۔ اسیطرح
تنزیہ صرف سے بچ اگر توحید کا قائل کیونکہ تو وہ نہین ہے
بلکہ تو وہ ہی اور تو اُسکو عین اشیا مین مطلق و مقید یکتا ہے
اور جو شخص بغلبۂ وحدت خلق کو محو کر دے وہ مغلوب الحال
اور مغلوب معذور ہے غلبۂ حال صاحبِ حال کو علم پر
نقص ہے اور جسکو رویت خلق مشاہدۂ حق سے حاجب ہو
وہ محجوب ہے اور جو شخص بمجرد علم وحدت یا بتوہم حظوظ
اُس علم کے مرتبۂ خلق اُٹھا دے جیسا کہ بیشتر اس زمانہ
مین بوجہ قربِ قیامت پایا جاتا ہے الا ما شاء اللہ
وہ ملحد و زندیق ہے نعوذ باللہ منہ۔ مرتبۂ کمالِ عرفان حصول
متابعت نبوی صلعم پر موقوف ہے۔

لہ فما انت هو الخ یعنی بسبب تیرے مقید و ممکن و محتاج ہونے کے اُسکی طرف تو حق نہین ہے تو اس اعتبار سے تو غیر حق ہے
اور اس اعتبار سے کہ تیری ہویت عین ہویتِ حق ہے تو حق ہے اور حق اشیا مین ایک وجہ سے مطلق ہے اور ایک وجہ
سے مقید یعنی بوجہ باطن اشیا کے مطلق اور باعتبار تعینات اور ظاہر کے مقید ۱۲ مترجم

پس عارفے کہ اتباعِ شریعتِ غرّا دروبیشتر عرفانِ او
کامل تر۔ محال است سعدی کہ راہِ صفا: توان رفت
جز در پئے مصطفٰے۔ حضرتِ انبیا ہمہ ہادی و ہدایت و عرفان
و سرورِ انبیا بدرِ کامل است و ہر ولی بر قدم یکے از انبیا
صلوات اللہ علیہم اجمعین و کسیکہ بر قدم سید الانبیا است
او سید الاولیا است مثل سید الشرفا محبوبِ سبحانی محی الدین
شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و لہذا میفرماید۔
قدمی ہذہ علی رقبۃ کلّ ولی اللّٰہ و نیز در قصیدۂ
غوثیہ فرمودہ و کل ولی لہ قدم وانی: علی قدم
النبی بدر الکمال۔ و ازینست کہ سلوک و شہودِ آنحضرت
در جمیع ازمنہ و احوال بحفظ احکام شریعت و مشاہدۂ اسرارِ حقیقت
نظیر نداشت و بوجہ ہمین جامعیتِ کلیۂ ظاہری و باطنی
بعد از امام حسن عسکری علیہ و علے آبائہ الصلوٰۃ و السلام منصب
ولایتِ کبرٰے بوے رضی اللہ عنہ بخشیدند و فیوض برکات
کارخانہ ولایت از جنابِ الٰہی اول بروی رضی اللہ عنہ نازل
میشوند و از انجا قسمت شدہ حسب استعداد بہر یک از
اولیا میرسند و کسے را بے توسطِ او فیضے نمیرسد و کسے از مردان
خدا بے واسطۂ او درجۂ ولایت نمی یابد اقطابِ جزی و ابدال
و اوتاد و نجبا و نقبا و جمیع اقسام اولیاءِ خدا بوی محتاج اند
و لہذا باین بیت ترنم فرمودہ افلت شموس
الاولین و شمسنا: ابدا علی افق العلی لاتغرب

جس عارف مین اتباعِ شریعت زائد ہوگا اُسکا عرفان
بھی زیادہ کامل ہوگا۔ محال است سعدی کہ راہِ صفا الخ۔[1]
حضرات انبیا علیہم السلام ہدایت و عرفان کے ستارے
ہین اور حضرت سرورِ انبیا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بدرِ کامل
ہر ولی ایک نبی کے قدم پر ہوتا ہے جو شخص حضرت سید الانبیا
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قدم پر ہو وہ سید الاولیا ہے جیسے
سید الشرفا محبوبِ سبحانی محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی
رضی اللہ عنہ اسی لیے یہ آپکا ارشاد ہے کہ میرا یہ قدم تمام
اولیا اللہ کی گردنوں پر ہے نیز قصیدہ غوثیہ مین فرماتے ہین
کہ ہر ولی کے لیے قدم ہے اور مین بر قدمِ نبوی صلعم بدرِ کامل
ہون اسی لیے آپکا سلوک و شہود احکامِ شریعت کی پابندی
اور اسرارِ حقیقت کے مشاہدہ مین کل زمانون سے بے نظیر
اور اسی جامعیتِ کلیہ ظاہری و باطنی کیوجہ سے حضرت
امام حسن عسکری علیہ السلام کے بعد آپکو منصبِ ولایتِ کبریٰ
بخشا گیا حضرت حق سے فیوض و برکات اوّلاً آپ پر
نازل ہوتے ہین پھر آپکے یہانسے تقسیم ہوکر حسب استعداد
ہر ولی کو پہنچتے ہین کسیکو بغیر آپکے ذریعہ کے کوئی فیض نہین
ملتا اور نہ کوئی بے آپکے واسطے کے درجہ ولایت پاتا ہے
اقطابِ جزی اور ابدال و اوتاد و نجبا و نقبا غرضکہ کل اولیاء اللہ
آپکے محتاج ہین اسی لیے آپنے فرمایا۔ کہ اگلون کے آفتاب
ڈوب گیے اور ہمارا آفتاب ہمیشہ سے بلند افق پر ہے جو کبھی ڈوبنے کا نہین

[1] یعنی اے سعدی صفا کی راہ چلنا بجز متابعت محمدی کے غیر ممکن ہے ۱۲ مترجم

اینهمه نتیجهٔ جامعیت ظاهری و باطنی است عملی

الوجه الاتم والاکمل بدانکه ظاهر و باطن نیز از اسمائے
حق اند و نیز ظاهر و باطن معنی اضافی اند چیزے راکه
ظاهر خواهد بود هم باطن خواهد بود و ممکن نیست تصو
یکے بدون دیگرے پس احکام ظاهر مظاهر اسم ظاهر اند
و عوام و خواص بآن مکلف اند و باطن شریعت احکام
طریقت است که از لوازم مظاهر اسم باطن است بوجه
بطون و تفاوت استعداد بنی آدم عامه خلائق بآن
مکلف نیستند و ازین است که مسئلهٔ وحدت وجود را
از مهمات ایمانی نه پنداشته اند و از تمهید این مقدمه
واضح گردید که هر جا که ظاهر شریعت مفقود باطن شریعت
هم معدوم وازینجا است ؎ خلاف پیمبر کسے ره گزید
که هرگز بمنزل نخواهد رسید۔ زیاده اظهار این مسئلهٔ
وحدت وجود و دیگر حقائق توحید و تجرید و تفرید اکثر عوام
را بالحاد و زندقه انداز و و مورث بے قیدی میگرد و بلکه
بسالک مبتدی هم چنان است که از کار یکلی باز میدارد
چنانچه حضرت مخدوم شیخ سعد خیرآبادی در شرح رسالهٔ
مکیه از محتسب عارفان شیخ قوام الدین قدس سره نقل
میفرماید که بعضے بمخالفت طریقت در ارشاد کشاده اند
و بطریق تعمیم هر متعلمے را که متوجه ایشان میشود۔

یہ سب جامعیت کاملہ ظاہری و باطنی کا نتیجہ ہی
جاننا چاہیئے کہ ظاہر و باطن بہی اسمائے حق ہین
نیز ظاہر و باطن معنی اضافی ہین جس چیز کا ظاہر ہوگا
اُسکا باطن بہی ہوگا اور ایک کا تصور بلا دوسرے کے
ممکن نہین احکام ظاہر اسم ظاہر کے مظاہر ہین اور
عوام و خواص اُس سے مکلف ہین اور باطن شریعت
احکام طریقت ہین جو مظاہر اسم باطن کے لوازم
ہین اور بسبب بطون و فرق استعداد بنی آدم عام
خلایق اُس سے مکلف نہین اسی لئے مسئلہ وحدت وجود
مہمات ایمانی سے نہین سمجہا جاتا اس مقدمہ کی تمہید سے
یہ امر واضح ہوگیا کہ جہان کہین ظاہر شریعت مفقود ہی وہان باطن شریعت
بہی معدوم ہے ؎ خلاف پیمبر کسے رہ گزید الخ زیادہ
اس مسئلہ وحدت وجود اور حقایق توحید
و تجرید و تفرید کا اظہار اکثر عوام کو الحاد و زندقہ مین
مبتلا کرکے بے قید کر دیتا ہے بلکہ سالک مبتدی کو
بہی مضر ہے کہ بالکل بیکار کر دیتا ہے۔ چنانچہ
حضرت مخدوم شیخ سعد خیرآبادی شرح رسالہ مکیہ مین
محتسب عارفین شیخ قوام الدین قدس سرہ سے
نقل کرکے لکہتے ہین کہ بعضون نے مخالف طریقت تلقین و
ارشاد کا دروازہ کہولدیا ہی اور عموماً ہر متعلم کو جو انکی طرف متوجہ ہو

له یعنی جو شخص رسول کے خلاف راستہ چلیگا وہ ہرگز منزل مقصود کو نہ پہنچیگا ۱۲

بترک علم تحریص میکنند آن مسکین در بدایت حال
نه مقام ابرار گرفته و نه مقام سالکان مقرب یافته
ترک علم در حق اینچنین کس نمودن در خیرات بستن و در
ضلالت گشادن است باز بلاے دیگر اینکه قبل
استقامت فی التوبه مریدان را بنفی وجود غیر و فنا
فی الله و تجرید التوحید تلقین میکنند در بدایت حال
بدین مساکین مذبذبین که هنوز از مقام ابرار خبر ندارند بـ
ارشاد مذکور در ضلالت و گمراهی مے افگنند و از کار
بکلی از میدارد و جاے دیگر فرماید که اے درویش حکـ
معیار اینکار کتاب و سنت و سیرت سلف است
و جاے دیگر میفرماید که در خزانهٔ جلالی مسطور است
سید السادات سید جلال بخاری فرموده که از علامات
قیامت آنست که علما فاسق گردند و صوفیان جاهل
اعاذنا الله من ذلک اے عزیز این روز همان
روز است که صوفیان بمعاینه دیده میشوند که بے علم
و بے تمیز طریقها و روشهاے نو پیدا کنند و تلقین ذکر
چنانچه مسلسل از مصطفی صلعم در کتب صوفیه مے آید
میگذارند و بهر معتقد گردانیدن خلقے را بر گونه دیگر
پیدا کنند و عوام الناس را در حیرت انداخته اند و از راه راست
دور انداخته اند بعضے شنیدم که هواے که درمیان آسمان
و زمین است طالبان خدا را بمعاینه آن بدارند

ترک علم کی رغبت دلاتے ہین وہ بیچارہ اپنے شروع
حالت مین نہ ابرار ہوتا ہے نہ سالک مقرب ایسے
شخص سے ترک علم کرانا اچھائیوں کا دروازہ بند کرنا اور گمراہی کا
دروازہ کھول دینا ہے پھر دوسری بلا یہ ہے کہ قبل درستی
توبہ مریدین کو نفی وجود غیر اور فنا فی اللہ و تجرید توحید
کی تلقین کرتے ہین اور شروع شروع مین ان مساکین
مذبذبین کو جو ہنوز مقام ابرار سے بیخبر ہین یہ ارشاد
تلقین ضلالت و گمراہی مین مبتلا کرکے بالکل بیکار
کر دیتا ہے۔ پھر دوسری جگہ فرماتے ہین کہ اے درویش
اس کام کا معیار کتاب و سنت و سیرت سلف ہے۔
ایک جگہ لکھتے ہین کہ خزانہ جلالی مین مرقوم ہے کہ حضرت
سید جلال بخاری قدس سرہ نے فرمایا کہ علامات قیامت
ایک یہ بھی علامت ہے کہ علما فاسق و صوفی جاہل
ہو جائینگے خدا پناہ مین رکھے آج کل وہی زمانہ ہے
برابر صوفیہ کا یہی حال دیکھا جا رہا ہے کہ بے علم و بے تمیز
نئے نئے طریقے و روشین ایجاد کرتے اور تلقین ذکر کا
جو سلسل انحضرت صلعم سے کتب مین چلی آتی ہے
چھوڑتے جاتے ہین اور خلق اللہ کو معتقد بنانے کی
نئی ترکیبین کرکے عوام کو متحیر و گمراہ کرتے ہین سینے
بعض کی نسبت سنا ہے کہ وہ طالبین حق کو اس ہوا
معائنہ کا جو مابین زمین و آسمان ہے حکم کرتے

و آنرا تمثیل بذاتِ خدا کنند و طالب که هم درین معنا مشتبه
نباید آنرا واصل خدا گویند نسبت ضلالت نه بری ایشان
تاب الله علیهم تسبیحِ درویشان و محتسبِ عارفان
شیخ قوام الحق والدین میفرماید ؎ نادیده رخِ دوست
مزن لافِ تجلی که پرتو نبود عین تو این نکته نگهدار که
بے نورِ رخش حسن و جمالش نتوان دید بی تابشِ رخ
نتوان دیدن رخ یار۔ انتهیٰ فتامل و انصف
ولا تکن من المتعصبین باقی ماند جواب تفریع
آنکه از کسے بعضے معنی معلوم است مفهوم از جوابہائے ماسبق
مستفاد میشود ولا بأس بالتصریح حضرات انبیا
مظاہر امہات اسماء حق اند مخلوق اند از اسماء ذاتیہ
وے و ارواح حضراتِ انبیا ارواح کلیہ اند۔
قال المحقق القیصری اعلم انه قد مرّ فی
المقدمات ان الوجود حقیقة واحدة
لا تعدد فیها ولا تکثر و یتعدد بحسب التعینات
والتجلیات فیتکثر و یصیر ارواحا واجساما
ومعانی روحانیة واعراضا جسمانیة
والارواح منها کلیة وجزئیة فارواح الانبیا

اور اسکی ذاتِ حق سے مثال دیتے ہیں جو طالب
ایسا کچھ نہیں سمجھتے کہ اسکو واصل بحق کہتے ہیں
افسوس خدا انپر رحم کرے محتسب عارفین حضرت
شیخ قوام الدین فرماتے ہیں ؎ نادیدہ[1] رخِ دوست
مزن لافِ تجلی الخ غور کرکے انصاف کرو اور متعصب
نہ بنو باقی رہا جواب اس تفریع[2] کا جو لباس معنی سے
خالی ہو وہ بھی پچھلے جوابوں سے پیدا ہوتا ہے
مگر اسکی تصریح میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔
حضرات انبیا علیہم السلام امہات[3] اسماء حق کے
مظاہر ہیں اور اسکے اسمائے ذاتیہ سے مخلوق
انکی ارواح ارواح کلیہ ہیں۔ محقق قیصری لکھتے ہیں
کہ یہ امر مقدمات میں بیان ہو چکا کہ وجود
حقیقت واحدہ ہے جس میں تعدد و تکثر
نہیں بحسب تعینات و تجلیات وہ متعدد
ہو کر متکثر ہوتا ہے اور ارواح و اجسام و معانی
روحانیہ و اعراض جسمانیہ ہو جاتا ہے اور
ارواح کلی بھی ہیں اور جزئی بھی حضرات
انبیاء

[1] یعنی بغیر خدا کو دیکھے تجلی کی ڈینگیں نہ ہانکو یہ یاد رکھو کہ تمہارا سایہ تمہارا عین نہیں ہو سکتا اسکا حسن و جمال بغیر اسکے چہرہ کے نور کے دیکھنا ممکن نہیں نہ اسکا چہرہ بغیر اس چہرہ کے نور کے دیکھنا ممکن ہے یعنی ذاتِ حقیقی کی رویت اُسی ذات سے ہے غیر سے نہیں ۱۲ مترجم
[2] تفریع کسی چیز سے فرع نکالنا ۱۲ مترجم [3] امہات اسماء سے اسمائے سبعہ ذاتیہ مراد ہیں جو یہ ہیں۔ حی علیم مرید قدیر سمیع بصیر کلیم انہیں کو ائمہ سبعہ بھی کہتے ہیں ۱۲ مترجم

علیهم السلام ارواح کلیة بشامل کلی بر روح
منها علی ارواح من بعدهم فی حکمه و لیصار
فی امته کما ان الاسماء الجزئیة داخلة
فی الاسماء الکلیة علی ما بینا فی فصل الاسماء
انتهی و باید دانست که حضرات رسل و انبیا متبوع اند
و حضرات اولیا تابع و التابع لا یدرک المتبوع
ابدا فیما هو تابع له و نیز ظاهر است که در رسول
سه مرتبه مجتمع شده رسالت و نبوت و ولایت
و در نبی دو مرتبه نبوت و ولایت و در ولی یک مرتبه
یعنی ولایت پس رسول که جامع هر سه مراتب است
از نبی افضل است و نبی که جامع دو مرتبه است از ولی
افضل است هذا والله هو الولی الحمید
والصلوة علی حبیبه صاحب المقام
المحمود اللهم ارنا الحق حقا و ارزقنا
اتباعه و ارنا الباطل باطلا و ارزقنا
اجتنابه

مسئلہ یازدهم چیست معنی قول الآن
کما کان و آنچه که در اکثر ادعیه وارد شده که سبحان
من لا یتغیر بذاته ولا صفاته بحدوث
الاکوان و من عرف نفسه فقد عرف
ربه الجواب ظهور مخلوقات و نسبت آنها

علیہم السلام کی روحین کلی ہین اور انہین سے ہر روح کے
چند حصون کو جو انکے حکم مین ہوتی ہین اور انکی
امت مین ہونگی شامل ہوتی ہین جسطرح کہ اسمائے
جزئیہ اسمائے کلیہ مین داخل ہین جیسا کہ ہمنے فصل اسماء
مین بیان کیا انتہی حضرات انبیاء و رسل متبوع اور
حضرات اولیا انکے تابع ہین اور تابع متبوع کو جس
چیز مین کہ وہ اسکا تابع ہے کبھی پا نہین سکتا اور یہی
ظاہر ہے کہ رسول مین تین مرتبے جمع ہوے رسالت
و نبوت و ولایت اور نبی مین دو مرتبے نبوت
و ولایت اور ولی مین ایک مرتبہ یعنی ولایت
لہذا رسول جو تینون مرتبونکا جامع ہے نبی سے افضل ہے
اور نبی جو دو مرتبونکا جامع ہے ولی سے افضل ہے اسکو
یاد رکہنا چاہیے اور اللہ ولی حمید ہے اور درود اُسکے
حبیب صاحب مقام محمود پر یا الٰہی ہمکو حق بات
حق دکھلا اور اُسکی پیروی کی ہمت دے اور امر باطل کو
باطل دکھا اور اُس سے بچنے کی توفیق دے۔

گیارہوان مسئلہ اس قول کے کیا معنی ہین
کہ حق اب بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ تھا اور یہ جو اکثر
دعاؤن مین وارد ہے کہ پاک ہے وہ ذات جسکی ذات و صفات
مین مخلوقات کے ظہور سے کوئی تغیر نہین پیدا ہوا اور جسنے اپنے نفس کو
پہچانا اُسنے اپنے پروردگار کو پہچانا اسکا کیا مطلب ہے جواب مخلوقات کا
ظہور اور انکی نسبت۔

[illegible]
عدد بیست که مقداری معین دارد و صفاتی
لازمه چون ترکیب با امثال خود گیرد و عقد دیگر
منعقد شود مثلاً عشرون که مرکب از بیست
احاد است علی هذا دیگر مراتب عدد پس
هر عقد متعین با اینهمه تقلب و تصرف
بصورت وحدانی و حیثیت عددی موجود است
پس درست آید معنی الآن کما کان لیکن
فرق میان عدد و حقیقت واجبه اینقدر است
که او بتخلف این اوصاف گو آن تخلف فرضی
بود معدوم نمیگردد و بقدامت قدیمه خود باقی است
و این عدد بعد شکستن حد صفت لازمه خود
معدوم میگردد والله اعلم و معنی قول من عرف
نفسه بدینگونه است که انسان را بوجهی آفریده اند
که خود خود را هم دریابد و این ازان صورت بندد
که در زمین استعداد اولاً درختی از عشق بروید
و بسبب او فیوض غیبی ورود یابند و آتش تجلی
الٰهی درگیرد آنگاه هیزم خواص بشریت از و سوخته
و خاکستر گردند و در عین سوختگی خواه بعد آن نفس
این را که عبارت از بقای علم تعین جزئی خود است
بتجلیات قدسیه بقائی دهند و بعد ازان او را علم

[illegible]
اعداد کے ساتھ واحد ایک عدد ہی جو مقدار معین
اور صفات لازمی رکھتا ہے اور جب وہ اپنی
امثال سے مرکب ہوتا ہے تو اُس کی ترکیب سے
دوسرا عقد منعقد ہوتا ہے جیسے بیس کہ بیس اکائی سے
مرکب ہی اسیطرح اور مراتب عدد یہ پس واحد
ہر عقد متعین میں با اینہمہ تقلب و تصرف اکائی
و حیثیت عددی کی صورت سے موجود ہی لہذا
الآن کما کان کے معنی درست آئے مگر عدد
اور حقیقت واجبہ میں یہ فرق ہی کہ وہ ان اوصاف
کے چھوٹ جانے سے گو وہ چھوٹ جانا فرضی ہو
معدوم نہیں ہوتا اپنی قدامت قدیمہ پر رہتا ہی
اور یہ عدد اپنی حد صفت لازمہ کے ٹوٹنے کے بعد
معدوم ہو جاتا ہی واللہ اعلم اور من عرف نفسہ کے
معنی اس طور پر ہیں کہ انسان کو ایسا پیدا کیا ہی کہ وہ
اپنی بھی معرفت حاصل کرے یہ اسطرح ہو سکتا ہی
کہ پہلی اپنی زمین استعداد میں عشق کا درخت اوگا کہ
اسکی وجہ سے فیوض غیبی کا ورود ہو اور آتش تجلی الٰہی کی
لپک لگجائے اور اسکی خواص بشریت جلکر خاک ہو جائیں
و ران سوختگی میں خواہ اسکے بعد اسکے نفس کو جسے اپنی تعین جزئی
بقائے علم مراد ہی تجلیات قدسیہ سے بقا عطا کریں پھر اسکو بھی

ترقی کند و علم او بعلم الٰہی بواسطہ حصول رابطہ ذاتی
حقیقی مستہلک گردد این را وصل عریانی گویند و
ازینجا حافظ میفرماید ؎ رازِ درونِ پردہ ز رندان[1]
مست پرس ؛ کین حال نیست صوفیِ عالی مقام را
یعنی تا دخول در مدارجِ اطلاق میسر نگردد رسیدن
باطلاق صورت نہ بندد و صوفی عبارت از مرتبہ
بقا بصفاتِ الٰہی است کہ دران مرتبہ از صفاتِ
بشری سالک بری میگردد و مراد از عشق اینجا ذاتِ
ازلیہ است کہ در نفوس بمقتضاے ہدایتِ ذات
جل جلالہ مکنون است نہ آن عشق کہ منتہاے آن
سویداے قلب است چہ قلب درین مرتبہ بالکلیہ
نیست و نابود است و حدیث کنت سمعہ
و بصرہ نیز ازین مقام فناے بحت است و
بقا بصفاتِ الٰہیہ حقا کہ این چنین کس را نگین ساختن
طالبان بہ صبغۃ اللہ در طرفۃ العین بمرتبہ کمال
حاصل است حق سبحانہ ببرکتِ انفاس متبرکہ
بزرگان بہرۂ کافی ازین مقام نصیب این احقر
گرداند قد تم بعون اللہ الاکبر - فقط

ترقی کرے - اور اُسکو رابطہ ذاتی حقیقی ایسا حاصل
ہو کہ اُسکا علم علمِ الٰہی مین اس رابطہ کے ذریعہ سے
کھپ جاتے اِسی کو وصلِ عریان کہتے ہین یہین سے
حافظ فرماتے ہین ؎ رازِ درونِ پردہ ز رندانِ مست[1]
پرس - جبتک مدارجِ اطلاق مین گذر میسر نہوگا
اطلاق مین پہنچنا ممکن نہین اور صوفی وہ ہے جو اپنے صفات
بشری سے بری ہو کر بصفاتِ الٰہی باقی ہو اور
عشق سے مراد یہان ذاتِ ازلی ہے جو نفوس
مین بمقتضاے ہدایتِ ذاتِ حق جل جلالہ پوشیدہ
ہے نہ وہ عشق جسکا منشا سویداے قلب ہے
کیونکہ قلب اس مرتبہ مین بالکل نیست و نابود ہے
حدیث کنت[2] سمعہ و بصرہ بھی اسی مقام
فناے بحت و بقا بصفاتِ الٰہیہ سے ہے -
بیشک ایسا شخص طالبین کو خدا کے رنگ مین
ایک لحہ مین رنگ سکتا ہے - حق سبحانہ بہ برکت
انفاس متبرکہ بزرگان دین یہ مقام مجھ
احقر کو بھی نصیب کرے - یہ رسالہ
بحمدِ الٰہی ختم ہوا - فقط

[1] یعنی پردہ کے اندر کا حال رندانِ مست سے پوچھو - کیونکہ یہ حال صوفیِ عالی مقام کو حاصل نہین ۱۲ مترجم

[2] مین اُسکی سماعت و بصارت ہو جاتا ہون ۱۲

صحت نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۳	ازانتہی	ازونتہا	۴۶	۴	ممدودا	محدودا
۵	۱۵	ہا	یا	=	۲ ح	ار	اور
۱۰	۱۵	صفایین	صفاتیں	=	۳ ح	بجہ	بجہیہ
۱۶	۳	جنہوں	جنہوں نے	۴۷	۶	الدن	الدین
۱۹	۴	سکہ	سکی	۴۹	۹	از	باز
۱۹	۹	ہی	وہی	=	۱۱	خامت	خدمت
۲۱	۱۶	اسلئے	اور اسلئے	=	۱۵	وز	روز
۲۳	۴	ہذا	لہذا	=	۱۶	ملاقا	طرقا
=	۶ ترجمہ	جنتہ	جنت	=	۱۸	ہرسے	براسے
۲۶	۱۸	سطر	سطہر	=	۱۹	شدو	ور
				=	=	ۂ	ازہ
۲۷	۲۱ ح	ایہم وہو	باہم وجود	=	۲۰	بعضی	بعضے را
=	=	پ	اپنے	۵۱	۴ ترجمہ	اسہ	اسماء
۲۹	۹	تجلی	متجلی				
۳۵	۱۸	،	و				
۳۷	۳ ترجمہ	م	ہم				
=	۳ ح	سدا	لہذا				
۳۹	۱۵	ہردوعالم	ہر عالم				
۴۲	۱۳ ترجمہ	الواحدینا	الموحدین				

تازہ بشارت

درة البيضاء فی تحقیق صداق فاطمة الزہراء - اردو - در بیان تحقیق مہر فاطمی و دیگر
مسائل متعلقہ نکاح مع حالات ازواج مطہرات و بنات طیبات از حضرت مؤلف کتاب ہذا قیمت [illegible]

احسن الافادہ لارباب الارادہ - اردو - مسئلہ بیعت زوجہ با زوج کے متعلق
تحقیق - از حضرت مؤلف کتاب ہذا .... قیمت [illegible]

جواہر المعارف - یعنی مکتوبات فارسی و اردو از حضرت مؤلف کتاب ہذا
مرتبہ جناب مولوی محمد تقی حیدر صاحب سلمہ .... قیمت [illegible]

نفحات العنبریہ من انفاس القلندریہ - اردو - در حالات حضرات
قلندران عظام قدست اسرارہم - قیمت قسم اول [illegible] قسم دوم ...... [illegible]

تحفۂ نظامیہ - از حضرت مخدوم شیخ بھیکہ کاکوروی مع ترجمۂ اردو از جناب
مولوی محمد تقی حیدر صاحب سلمہ .... قیمت [illegible]

مصباح التعرف لارباب التصوف - اردو - در بیان اصطلاحات
حضرات صوفیہ - مولفہ جناب مولوی حافظ محمد علی حیدر صاحب سلمہ
قیمت قسم اول کاغذ سفید [illegible] قسم دوم بادامی .... [illegible]

الکہف والرقیم فی شرح بسم اللہ الرحمن الرحیم مع ترجمہ نور لبسم و شرح مسمی بہ
فیض الکریم و مقدمہ موسومہ بہ کنز العظیم اردو - اصل از حضرت سید عبد الکریم جیلی ترجمہ از مولانا
مولوی محمد تقی حیدر صاحب کاکوروی و شرح و مقدمہ از جناب منشی محمد تاج الدین صاحب لوری ... [illegible]